مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

هِدَايَةُ الشِّيْعَةِ

جس میں

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث، تقیہ کا پس منظر کتاب اللہ میں صحابہ کا مقام اور مشاجرات صحابہ کی ابحاث فدک و وراثت انبیاء کی تحقیق وغیرہ مفید مضامین ہیں

مؤلفہ

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ملا

باہتمام خلیل اشرف عثمانی

طابع پریس کراچی

قیمت :

ملنے کے پتے

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

فہرست مضامین

تمت

اعتذار از ناشر

زیرِ نظر کتاب ہدایت الشیعہ کے بارے میں کچھ لکھنا غیر ضروری بلکہ بے ادبی ہے کیوں کہ اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ ہیں اور اُن کا نام نامی اس کے مستند ہونے کی پوری ضمانت ہے۔

دراصل یہ کتاب شیعہ حضرات کی طرف سے کیئے گئے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا مُسکت جواب ہے جس کو اگر بنظرِ انصاف پڑھا جائے تو شیعہ و سُنّی اختلاف ختم ہو سکتا ہے (جس کی اس زمانہ میں شدید ضرورت ہے) یہ کتاب تقریباً ۱۲۸۰ھ کی تصنیف ہے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوئے لیکن اُس وقت کی طباعت میں پیراگراف اور عنوانات نہیں تھے جس کی وجہ سے استفادہ مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا اسلم صاحب سابق خطیب مسجد پولیس ہیڈکوارٹر کراچی کو انھوں نے پوری کتاب میں پیراگراف اور عنوانات اس خوبی سے لگائے کہ کتاب کے سارے مضامین فہرست کے آئینے میں نظر آنے لگے اور کتاب کی ذاتی جاذبیت نمایاں ہوگئی نیز مولانا موصوف نے اس بات کی بھی پوری کوشش فرمائی کہ جنابِ مصنفؒ کی اصل عبارت میں ادنیٰ تصرف بھی نہ کیا جائے۔

عنوانات صرف اصل مضمون کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں اور پوری کتاب کی اصل عبارت جوں کی توں ہے۔ یہ فہرست مضامین والا ایڈیشن مولانا اسلم صاحب نے تقریباً ۱۹۶۳ء میں اپنے مکتبہ حقانیہ سے شائع کیا تھا لیکن اب عرصہ سے نایاب تھا اس لیے اس کو عکسی طباعت کے ذریعے اب دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبول و منظور فرمائے آمین۔ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

بندہ محمد رضی عثمانی

۱۹ / نومبر ۱۹۷۵ء

دیباچہ

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون☆ والصلوٰۃ والسلام علی من ھدانا ودعانا الی الصراط المستقیم☆ وحذرنا وبصرنا سوء عواقب البدع والاھواء والشرور ثم الذین ظلموا عن الصراط لناکبون☆ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین بذلوا اموالھم وانفسھم فی اعلاء کلمۃ الحق وترویج الدین المتین☆ وفازوا وصعدوا درجات القرب والحضور ولو حض علیھم الا تامل الذین ھم فی عباوتھم ضلالتھم یعمہون☆

امابعد، بندۂ عاجز نابود ابو محمود کتب فروش عفا عنہ الرب المعبود کہ کچھ چنداں علم نہیں رکھتا، مگر صحبتِ علماءِ اہلِ حق سے بہرہ ور رہا ہے۔ اور مکائدِ اہلِ باطل شیعہ سے بخوبی واقف ہوا یہ عرض کرتا ہے کہ دریں ایام ایک رسالہ متضمن دس سوالات مفوہاتِ شیعہ نظر سے گذرا کہ مؤلف اس کا بزعم اپنے علم کے حسب عادات اپنے اسلاف کے کوس لمن الملکی بجاتا ہے۔ اور انہی اعتراضاتِ قدیمہ کو بطرز دیگر لباس دے کر مدعی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو سمجھا دیوے تو اپنا مذہب ترک کردوں اور یہ ایک دھوکہ عوام اہل سنت کو دیتا ہے کیونکہ اس کے اسلاف صدہا بار ساکت ہوئے تو کون راہ پر آیا؟ مگر یہ ایک شوشہ ہے جانتا ہے کہ علمائے اہلِ سنت اپنی فکر معاش سے خالی نہیں نہ کوئی آپ تک آوے گا نہ آپ کو روزِ سیاہ مناظرہ نظر آئے گا۔ نہ نوبت ترکِ مذہب کی پہنچے گی۔

اگر آپ کو ایسا شوق مناظرہ ہے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ آپ سہارنپور تشریف لائیں علاوہ تو ایک طرف یہ عاجز ہی آپ سے نپٹ لے گا۔ مگر کیا تعجب ہے کہ آپ تالثی نصاری

اور ہو دیہ عقید مجلس مناظرہ کرتے ہیں اور ان دونوں گروہوں کا حال بخوبی واضح ہے کہ ان کے اعمال اور عقائد میں کیا کیا خرافات اور محالات ہیں پھر حق کی رائے اور فہم کا حال اپنے دین میں یہ کچھ ہو غیر مذہب کو کیا سمجھیں گے؟ مگر بقول کل شیٔ یرجع الی اصلہٖ شاید آپ کو ان کی راہ و رسم کچھ پسند آئی ہے۔ خیر غرض یہ سب آپ کے افسانہ ایک زمانہ سازی عوام کا بہکانا ہے ورنہ علمائے شیعہ سے بقول آپ کے (سوائے) کاغذ سیاہ کیے اور کیا کبھی ہو سکا ہے؟ یہ کتب مناظرہ تحریری موجود ہیں، اگر تم میں سے کسی کو فہم و فراست صحیح ہو تو دیکھو۔

اور معرکہ میں علماء تو ایک طرف کبھی عوام سے بھی آپ لوگوں نے میدان پایا ہے جو اب آپ حوصلہ کرتے ہیں؟ مولوی حامد حسین لکھنوی باوجود دعوی علم کہ عالم ملک و ملکوت میں بزعم شیعہ نظیر نہیں رکھتے، میرٹھ میں باوصف اصرار و تکرار خاص و عام مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ودام فیوضہٗ کے مقابلہ میں نہ آئے اور گھر سے باہر نہ نکلے اور خلوت میں بھی مولانا نے شیعہ مخلص بن کر باب فدک میں پوچھا تو دم بخود اکر اٹھ کھڑے ہوئے البتہ اب آپ کچھ یکتائے دوراں اپنے قدماء سے بھی بڑھ کر ہوتے ہوں گے جو یہ دعوائے لاحاصل ہے۔ سو آپ تشریف لائیں اور میدانِ مناظرہ دیکھیں مگر آپ کی تحریر سے آپ کا علم و فضل معلوم و مفہوم نہیں ہوتا۔ نہ معلوم کہ کس لیاقت پر یہ زور و شور ہے شاید مناظرہ کے لیے کچھ دم محفوظ کر رکھا ہوگا۔ خیر یہ جواب تو آپ کے اشتہار کا ہے۔ اب جواب سوالات کا بہ نہایت اختصار لکھتا ہوں۔ اور آپ کے کلام لایعنی کا جواب یکسر ترک کرتا ہوں، الا ماشاء اللہ کہ آپ کی گستاخی تحریر پر کچھ لکھا جائے سو بفحوائے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا محمل حسن پر حمل کیا جاوے، ورنہ حتی الامکان واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین پر عمل ہوگا۔ وسمیتہ بہدایۃ الشیعۃ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

اشتہار ضروری[1]

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے یہ حقیر محمد ہادی ابن مرزا علی صالح باشندۂ لکھنؤ تمامی علماء اہل سنت کی خدمت میں یہ کہ اکثر سماعت میں آیا ہے کہ آپ حضرات جب کہیں ضعفائے شیعہ کو تنہا پاتے ہیں تو انواع و اقسام کے دلائل اپنے مذہب کی حقیت کے اور فضائل صحابان اور مخالفانِ پیغمبرؐ کی عترت کے بیان فرما کر نہایت افتخار فرماتے ہیں گویا در پردہ علماءِ امامیہ کو چھیڑتے ہیں اگر ادھر سے جواب نہ دیا جائے تو اور اپنے دعوے پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ مولوی میر سید حسن کامل نے میرزا میر خاں صاحب سے ناحق بحث شروع کی اور گفتگو یہاں تک بڑھ گئی کہ فرمایا کیا ہوا جناب فاطمہؓ ناخوش ہوگئیں۔ اور اسی طرح میر حامد حسین صاحب نے کلماتِ ناشائستہ شانِ اہلِ بیت میں اور سخنانِ ناشائستہ علمائے امامیہ کے حق میں سنائے اور مظفر حسین ناظر ایڈیشنل جج ساکن محلہ اسلام پور نے خادم حسن کو پریشان کیا۔ قطع نظر اس کے صفدر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ پیغمبرؐ خدا شیعہ تھے یا سُنّی؟ اور دو چار مہینہ کے عرصہ میں مقام ٹکاری سے دُو دُو قطعہ کر کے سوالات آئے جن کے لیے دو رسالے لکھنے کا اتفاق ہوا اور چار سوال ایک دفعہ اور ایک صاحب نے حاجی بکائی صاحب کی معرفت بھیجے تھے کہ میں نے ان کا جواب "تنبیہ السائل" لکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ صاحب میرے پاس کیوں نہیں آتے کہ میں ان کی اچھی طرح تسکین کر دوں، مگر معلوم ہوا کہ یہ لوگ گھر بیٹھے بیٹھے نہ کتاب فریقین دیکھتے ہیں نہ تحقیق کا شوق ہے، بعض تو سُنی سنائی اور بہت تحفہ کے سوالات سے ایک دو سوال جن کا جواب

---

[1] یہ اشتہار جو شیعہ حضرات کی طرف سے ہے اصل کتاب میں کتاب کے آخر میں درج تھا لیکن اب ناظرین کی سہولت کے لیے دیباچہ کے بعد اور اصل کتاب کے پہلے درج کیا جاتا ہے ۱۲ (ناشر)

[2] یہ اشتہار حضرات شیعہ کی طرف سے ہے جس کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے ۱۲ (ناشر)

صدہا طریق سے ہو چکا ہے تفریحاً لکھ بھیجتے ہیں، اور یہاں ان کے جواب میں تختے کے تختے سیاہ کرنے پڑتے ہیں۔ اگر جواب ان کے پاس جاتا ہے تو اس کو دیکھتے تک نہیں، اور نہ قائل ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کہاں تک کاغذ سیاہ کیا جائے اور کب تک جواب تحریری دیا جائے۔ جب وہ خود چھیڑتے ہیں اور واقعی سمجھتے ہیں اور تسکین کے طالب ہیں تو مجھے بھی ضرور ہوا کہ اس طرح ان کی تسکین کردوں کہ جمیع علمائے اہل سنت کو اطلاع دوں کہ تحریر تو صدہا برس سے ہوتی آئی ہے اب تقریر سے صفائی ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے اگر آپ لوگ اپنے دعوے پر صادق اور اپنی سمجھ پر واثق ہیں تو ایک کام کیجئے کہ ایک اقرار نامہ کامل پر رجسٹری کروا کے چار ثالث دو انگریز اور دو ہندو ذی علم و ذی فہم مقرر کرکے باہم مباحثہ کریں، جو اپنے مذہب کی حقیقت اور ناجی ہونا اپنا دوسرے کی کتاب سے ثابت کردے وہ حق پر ہے پھر دوسرا ایمان لانے میں حجت و تکرار نہ کرے، اور خرچ ثالثوں اور انجمن کا وہی دے اور جو اس سے نکل بھاگے تو پھر اپنے مذہب کی حقیقت کو اپنی صحبت کیا دل میں بھی خیال نہ کرے۔ چنانچہ میں نے ٹکاری کے سوالات کے جواب میں بھی پہلے جھگڑا چکاتے کو یہی درخواست کی تھی کہ ایک سے ہزار تک ان شرائط پر موجود ہوں، اور جو لوگ ضعفائے شیعہ کو چھیڑتے ہیں وہ میرے سامنے آئیں اور دیکھیں معجزات ائمہ اثنا عشر کو اور حقیقت عترت پیغمبر کو وباللہ التوفیق و بس قطعہ

ہر ایک طرح پر پو بارہ اپنے ہوئے	ہم اللہ والوں سے چھکے چھوٹے
اڑا کر سر زور تاریخ لکھ	دو خمسہ سوالوں سے چھکے چھوٹے

فقط تحریر ہشتم ماہ جمادی الآخر روز شنبہ قریب نصف النہار ۱۲۸۸ھ سمت اختتام پذیر رفت۔

اشتہار جاری ہے ملاحظہ ہو

بقیہ اشتہار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ خالق الشمس والقمر وصلی اللہ علی حبیبہ وعلی آلہ خیر البشر سیما وصیہ وخلیفتہ علی بن ابی طالب قاطع باب خیبر والسلام علی اصحابہ الذین لم یتخلفوا عن ثقل الاصغر والاکبر۔

اما بعد، عرض کرتا ہے بندۂ اصغر خداوند اکبر محمد ہادی بن مرزا علی صالح باشندۂ لکھنؤ، کہ جمادی الآخر کی اوّل تاریخ سے تا روز عید قربان برابر ہر سال مظفر پور میں حاضر رہتا ہوں، کہ جناب نواب سید محمد تقی خاں صاحب بہادر دام اقبالہ کا ملازم ہوں، اشتہار سے واضح ہوا ہوگا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت سے طلب مناظرہ کیا ہے، مع اقرار نامہ اختیار مذہب اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ جس کا جی چاہے شرائط مندرجہ اشتہار کا عامل ہو کر تشریف ارزانی فرمائے اور ضعفائے اہل سنت کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ امور دین میں جس کو شک ہو وہ بے تکلف تشریف لائے، انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کلمہ ان کے مزاج مبارک کے خلاف میری زبان سے نہ نکلے گا اور آیات قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کتب اہل سنت سے نکال کر ان کا کحل البصر دور کر دوں گا انشاء اللہ المستعان تا کہ حق کو بے نقاب دیکھ لیں۔ اے مسلمانو! جاننا کہ دریافت حق زندگی میں واجب ہے جب سفر آخرت کا سامان ہوا تو کچھ مفید نہیں نہ عذر طریقہ آبائی سنا جاوے گا، نہ تقلید علماء کام آئے گی، پس خدا نے عقل دی ہے اور غافل نہ رہو کہ اہل امت کلمہ گو میں تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ جہنم سے نجات پائے گا، کس لیے کہ آنحضرتؐ کا قول لغو نہیں ہے اور بغیر اس فرقۂ ناجی کے اختیار کئے سب عبادت

ﮯ یہ عبارت اصل اشتہار کی عبارت کی اشاعت کے بعد مصنف اشتہار یعنی مرزا محمد ہادی شیعہ نے تصدیقاً تحریر کی ہوگی جس کو بقیہ اشتہار کا عنوان دیا گیا ہے (ناشر)

بیکار رہے، کیوں کہ اگر فقط عبادت سے نجات ہوتی تو پھر نجات کو عبادت ہی کی قید کافی تھی اب آؤ ہم تمھیں راہِ ہدایت دکھائیں، اگر حق پہچان گئے فہو المراد۔ اور اگر شک ہے تو اپنے علماء سے تسکین چاہو، اگر وہ تمھاری کتب سے تسکین کردیں تو بھلا ہم ہی تمھاری بدولت ہدایت پائیں یہ احسان ہوگا کہ باطل کو چھوڑ کر راہ پر آجائیں گے ورنہ آپ لوگوں کو ملتِ پیغمبر ملے گی اور تمسک ثقلین سے ہوگا۔ یعنی کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ سے کہ بغیر اطاعتِ ثقلین نجات محال ہے۔ پس اب تشریف لانے میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے فسمیتہ بداعی المسلمین الی الحق والیقین واللہ الھادی والمعین وبہ نستعین۔ پس چند سوال کہ جادۂ حق دکھانے والے ہیں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کے وسیلہ سے آپ لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوں کہ پہلے اپنے علماء سے پوچھیں پھر مجھے سرفراز کریں تاکہ میں سرمۂ حق بیں آپ کی چشم حق جو میں لگاؤں (مضمون اشتہار از شیعہ تمام شد)

مقدمہ

تقیہ کی بے بنیادی

شیعیت کی دعوت ناجائز ہے اوّل قبلِ جواب یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ ضعفائے اہل سنت کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتے ہیں اور رغبت دلاتے ہیں سو خیر کوئی شامت کا مارا سنی آپ کے فریب میں آوے یا نہ آوے گا مگر آپ تو اس دعوت کرنے سے خود مخالفِ معصوم ہو کر فاسق بن گئے کیوں کہ آپ کے مذہب میں بقول امام محمد جعفر صادق رضؓ دعوت غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب میں حرام ہے کلینی کی روایت ہے کہ

قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْعَبْدُ اللّٰہِ جَعْفَرٌ کُفُّوْا عَنِ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوْا اَحَدًا اِلٰی اَمْرِکُمْ ھٰذَا ۔

(ترجمہ) "باز رہو لوگوں سے اور مت بلاؤ اپنے امر مذہب کی طرف کسی کو۔"

سو فرمائیے کہ اس دعوتِ حرام کا کرنے والا کون ہوا؟ اور پھر اس کو جو حلال جانے اور تقرب پہچانے تو وہ بموجب عقائدِ شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟

تقیہ اور امام جعفر صادق رضؓ اور اگر عذر کرو کہ یہ حضرت امام نے بطور تقیہ فرمایا ہے، تو یہ عذر بالکل بے ہودہ ہے کیوں کہ حضرت امام جعفر رحؒ کو تقیہ ہرگز درست نہیں تھا۔ چنانچہ کلینی وصیت نامہ بخاریں وصیت امام جعفر رحؒ کی یوں روایت کرتا ہے کہ:

حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِھِمْ وَلَا تَخَافَنَّ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَھْلِ بَیْتِکَ وَصَدِّقْ اٰبَاءَکَ الصَّالِحِیْنَ فَاِنَّکَ فِیْ حِرْزٍ وَّاَمَانٍ ۔

(ترجمہ) "حدیث بیان کر لوگوں سے، اور فتویٰ دے ان کو، اور مت ہرگز خوف کر

کسی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور منتشر کر علوم اہل بیت اپنے کا، اور تصدیق کر اپنے آباء و اجداد صالحین کی، پس بیشک تو پناہ و امن میں ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے :-

قُلِ الْحَقَّ فِي الْاَمْنِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ

(ترجمہ) کہہ سچی بات امن اور خوف میں اور مت ڈر سوائے اللہ کے کسی سے۔"

اور مع ہذا بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ قول حضرت کا اپنے خواص کو تھا اگر حضرت خواص سے بھی تقیہ کرتے تھے تو آپ کی ساری روایات غیر معتبر واجب الترک ہوئیں، اور بنائے مذہب شیعہ ہی منقطع ہو گئیں۔

تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب جو ذکر تقیہ کا آیا تو کچھ مختصر بطور تمہید کے لکھتا ہوں کہ سب جوابات میں کام آوے گا۔ علمائے شیعہ کو تقیہ کی آڑ نہایت عمدہ ملی ہے۔ اس ذریعہ سے اپنے مذہب کو تھام رکھا ہے اور تقیہ کو اول تو ائمہ پر واجب کر رکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ نہایت بے ہودہ عذر ہے۔ کیوں کہ اگر تقیہ واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اظہار اسلام و اظہار حق میں تکالیف اٹھائیں کسی شیعہ پر مخفی نہیں، سو چاہیے کہ معاذ اللہ حسب قاعدۂ اہل تشیع خود رسول اللہ ہی عاصی و فاسق ہوویں کہ تیرہ سال تک مکہ میں کس قدر خورد جفا اٹھائی، اور کبھی کفار کے ساتھ تقیہ موافقت نہ کی۔ اگرچہ یہاں گنجائش تحریر بہت ہے مگر بہ نظر اختصار مختصر کلام ہے۔ عاقل کو یہی بس ہے۔ اور علیٰ ہذا حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے کہ جان و آبرو سب دی، مگر تقیہ نہ کیا۔ سو وہ بھی شیعہ کے نزدیک حرام موت مرے معاذ اللہ۔

تقیہ اور قرآن مجید اور خود حق تعالیٰ قرآن شریف میں اس تقیہ ساختہ پرداختہ شیعہ کو حرام فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا

مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔

(ترجمہ) "بے شک وہ لوگ کہ قبض ارواح کی ان کی فرشتوں نے اس حال میں کہ ظلم کر رہے تھے وہ اپنی جانوں پر (یعنی ظاہر میں مسلمان نہیں ہوتے تھے بخوف کفار مکہ) تو کہا فرشتوں نے تم کس حال میں تھے، کہا انھوں نے ضعیف تھے دنیا میں کمزور۔ کہا فرشتوں نے کیا اللہ کی زمین میں گنجائش نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جاتے اس سے کہیں اور؟ پس وہ لوگ ٹھکانا اُن کا جہنم ہے اور بُرا ہے ٹھکانا۔"

اور یہی بات ہے کہ اگر کوئی بڑھیا عورت یا بوڑھے مرد ہپ ہپ کرتے نہیں تھے اور نہ بچے معصوم کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا ان کو محال تھا تا معذور ہوتے۔ لہٰذا اس آیت کے بعد جو دوسری آیت مذکور ہے۔ ائمہ کے حق میں اس سے رخصت نہیں نکل سکتی۔

دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے:۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ۔

(ترجمہ) "کیا گمان کیا تم نے کہ داخل ہو جاؤ گے تم جنت میں اور نہ آئی تم پر مثل پہلوں کے کہ لگی ان کو تکالیف اور مشقتیں، اور ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کہہ پڑے رسول اور اس کے ساتھ مومن کب آوے گی نصرت اللہ کی، ہوشیار ہو جاؤ کہ نصرت اللہ کی قریب آ گئی ہے"

اور فرماتا ہے:۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ۔

(ترجمہ) "کیا گمان کرتے ہو تم، کہ جنت میں جاؤ گے تم؟ اور نہ ظاہر جان لے مجاہد کو تم میں سے

اللہ اور ظاہر جان لے صابروں کو؟

سوائے اس کے بہت آیات ہیں، اگر عقل اور آنکھ ہو تو قرآن شریف ہر ہر شخص کے پاس موجود ہے دیکھ لیوے۔ مومن کو تو یہی تین آیات بس ہیں۔

تقیہ اور حضرت علی اور نہج البلاغہ میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:۔

اِنّی وَاللہِ لَوْ لَقِیْتُھُمْ وَاحِداً وَھُمْ طِلَاعُ الْاَرْضِ کُلِّھَا مَا بَالَیْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ

(ترجمہ) "میں بیشک قسم اللہ کی اگر ملوں میں ان لوگوں سے تنہا اور وہ بھری ہوئی زمین کے قدر ہوں تو کچھ پرواہ نہ کروں اور وحشت نہ کروں۔

اور بحر المناقب میں ہے کہ:۔

خَطَبَھُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ قَالَ لَوْ صَرَفْنَا کُمْ عَمَّا تَعْرِفُوْنَ اِلٰی مَا تُنْکِرُوْنَ مَا کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ فَسَکَتُوْا۔ قَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثاً فَقَامَ عَلِیٌّ فَقَالَ اِذًا کُنَّا نَسْتَتِیْبُکَ فَاِنْ تُبْتَ قَبِلْنَاکَ قَالَ وَاِنْ لَمْ اَتُبْ قَالَ اِذًا نَضْرِبُ الَّذِیْ فِیْهِ عَیْنَاکَ۔

(ترجمہ) "خطبہ پڑھا حضرت عمرؓ نے پس کہا کہ اگر میں پھیر دوں تم کو امر معروف اور خیر سے امر منکر کی طرف تو تم کیا کرو۔ کہا راوی نے کہ سب چپ رہے حضرت عمرؓ نے تین بار تکرار کیا اس اپنے قول کو، سو علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اب تجھ سے توبہ لیں ہم اگر توبہ کرے تو تو ہم تجھ کو قبول رکھیں۔ کہا عمرؓ نے اگر میں توبہ نہ کروں؟ کہا علیؓ نے کہ پھر اب ہیں ہم اس کو جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر جدا کریں گے)"۔

اب ذرا شیعہ انصاف کریں کہ ایسا شخص جو سارے عالم سے نہ گھبراوے اور حضرت عمرؓ کو مجمع عام میں کہ وہ سب کے سب بزعم شیعہ اعداء حضرت امیرؓ تھے کیسا جواب دیا تقیہ کر سکتا ہے؟ اور تقیہ اس کی شان میں کسی عاقل کا کام ہے کہ تجویز کرے؟ معاذ اللہ۔ اور اس قسم کی روایات کتب معتبرہ شیعہ میں بہت ہیں۔ بخوف اطناب ترک کی ہیں۔ اگر شیعہ مومن ہیں اور

اپنی کتابوں کو صحیح جانتے ہیں تو یہی دو روایات کافی ہیں۔

ائمہ کے لیے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی تھوڑی سی بات ہے کہ تقیہ اگر کوئی کرتا ہے تو قتل
خوف میں کرتا ہے سوا ائمہ کہ اپنی موت حیات پر قادر ہیں چنانچہ کلینی نے اس بات کو بہت
عمدہ روایات سے ثابت کیا ہے اور سب علماء شیعہ اس پر متفق ہیں، اُن کو کس کا خوف ہو سکتا ہے اور
ان کو کیا وجہ اور ضرورت تقیہ کی پڑتی ہے ہاں معاذ اللہ حظِ نفسانی اور تر لقمہ کھانے کے لیے اور بے
حمیتی پر کمر باندھنے کو اور دین میں سستی اور مداہنت اور امر شرعیہ میں کرنے کو اگر شیعہ تجویز کریں
تو کچھ تکرار نہیں، ورنہ انبیاء اور ائمہ جو رواجِ دینِ اسلام اور اظہارِ دین اور قمعِ کفر و بدعت کے لیے
مبعوث ہوتے ہیں ان سے کیوں کر یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ ساری عمر کفار کے ہم پیالہ وہم نوالہ،
تابعدار، فرمانبردار، مدح خواں بنے رہیں اور صلوٰۃ وجہاد کے شریک اور گاہے حق زبان پر
نہ لائیں، اور نہ کہیں دوسرے ملک میں نکل کر اپنے کام کو جاری کریں۔

تقیہ اور سیرت انبیاء و مومنین سیرتِ رسل میں حق تعالیٰ فرماتا ہے:

یَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۔ "ڈرتے ہیں وہ خدا سے اور کسی سے نہیں ڈرتے سوا خدا کے"۔

بلکہ مومنین کی شان میں فرماتا ہے:۔ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔

(ترجمہ) جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور نہیں ڈرتے کسی ملامت کرنے والے سے

اب کہو کہ اہلِ تقیہ شیعہ میں یہ صفت کہاں ہے۔ بلکہ وہ تو برعکس خوفِ ملامت سے بزدلی
کرتے ہیں۔ اور سوا خدا کے سب سے ڈرتے ہیں۔ بلکہ خدا سے بھی بس نہیں ڈرتے کہ اگر تبلیغ احکام
میں مداہنت ہوئی تو کل خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔

الحمد للہ کہ اقوال ثقلین (کتاب و سنت) سے تقیہ مصطلحہ شیعہ کی جڑ اکھڑ گئی۔ اگر اب
بھی شیعہ نہ مانیں اور حضرات ائمہ کو بے جان، بے غیرت اور نفس پرور ٹھہرائیں خدا ان کو سمجھے بس
اور زیادہ کیا لکھوں۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۔

سوال اوّل[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کل صحابہ کو بُرا جانتے ہیں اور ہم سُنی کل صحابہ کو نیک اور عادل جانتے ہیں، اگر یہ سچ ہے تو کوئی سند لاؤ کس لیے کہ شیعہ تو کہتے ہیں کہ اصحاب کے دو معنی ہیں یعنی ایک تعریف عام کہ جو صحبتِ پیغمبر خدا میں پہنچا وہ اصحاب ہے دوسری تعریف خاص ہے کہ جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان پہ دنیا سے گیا اور قرآن شریف میں بھی جیسے اصحاب کی تعریف ایمان اور عمل صالح پر آئی ہے ویسے ہی مذمت کفر و نفاق و ارتداد پر آئی ہے اور اسی طرح حضرت کے دین سے اُن کے پھر جانے کی بھی خبر دی ہے، چنانچہ ارشادِ رسولِ خدا بھی یہی ہے۔ اور اس کے راوی آپ کے عالم مشہور شاہ عبدالحق دہلوی اور اخطب خوارزم ہیں کہ آنحضرتؐ نے رو کے فرمایا کہ اے علی لوگوں کے دلوں میں تیری عداوت ہے اور میرے بعد ظاہر کریں گے، اُن پر لعنت کرے گا خدا اور ملائکہ اور جن و انس۔

اور جمع بین الصحیحین میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ روزِ قیامت کو میرے اصحاب کے ایک گروہ کو ملائکہ جہنم کو لیے جاتے ہوں گے میں اُن کی شفاعت کروں گا تو خدا فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد کیا حادثے برپا کیے، مُرتد ہو گئے بعد تیرے۔

اور ایسے ہی بلکہ اس سے واضح تر حدیثیں آپ کی کتب میں بہت ہیں۔ پس جب تعریف سے ارشادِ خدا اور رسولؐ سے ثابت ہوا کہ اصحاب آنحضرتؐ کے مومن اور منافق دونوں

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

تھے پس کُل کو بُرا جاننے والا ملّتِ اسلام سے باہر ہے، اور قرآن کا منکر ہے اور کل کو اچھا جانتے وہ بھی قرآن کا منکر ہے۔ پس دیکھو تو کہ شیعہ نے تو تمسک ثقلین اچھے بُرے میں خوب تمیز کر لی یعنی جسے عترت نے بُرا کہا اُسے بُرا کہتے ہیں، اور جسے جھوٹا کہا اسے جھوٹا جانتے ہیں اور جسے اچھا کہا اسے اچھا جانتے ہیں۔ اور اب بھی جس نے اہل بیت سے محبت کی اسے مومن جانا، اور جس نے عداوت کی اسے منافق۔ اس پر بھی ہم احادیثِ رسولِ خدا سند رکھتے ہیں آپ ہی کی کتب سے بلکہ آپ تو فرمائیے آپ جو یہ فتویٰ عام دیتے ہیں کہ کل صحابہ عادل ہیں، سوءِ ظن کسی اصحاب سے نہیں کرنا چاہیئے کہ ظنِّ بد کرنا کفر ہے۔ پس عجب حیرت کا مقام ہے کہ خدا تو ان کے کفر و نفاق کی گواہی دے اور آپ اس کو نہ مانیں اور ظنِ بد کو جانب کل صحابہ کفر کہیں۔ پس یہ حکم آپ کا مخالف قرآن ہے یا نہیں اور یہ کفر ہوا یا اسلام؟

اگر وہ کہہ دیں کہ ہم بھی بنا بر تعریف خاص کے انہیں صحابہ کو جو اطاعتِ عترت میں تھے دوست رکھتے ہیں اور بُرے اصحاب کو ہم بھی بُرا جانتے ہیں تو پوچھو کہ بُرے اصحاب سے شیعہ کو آگاہی فرمائیے کس لیے کہ جنھوں نے مع اہل بیت گھر جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو آئے اور اس واقعہ پر ہم بیس کتابیں آپ کی گواہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ جو لڑے حتّٰی کہ معاویہ بھی آپ کے نزدیک معافی مجتہدوں میں ہے۔ یہ سب تو آپ کی تجویز میں دوستانِ خاص اہل بیت و عترتِ پیغمبرؐ ہیں وہ دشمن کون تھے؟ جن کی خبر خدا تعالیٰ اور رسولؐ نے دی ہے اور پوچھو کہ جب ان امور مذکورہ بالا پر لوگ مومن اور دوست ٹھہرے تو شیعہ بیچارے کیوں کافر ہو گئے کہ ان کا قول، کیا تکذیبِ عترت اور اُن کے حکم قتل سے زیادہ ہے؟ اس کا جواب دو۔

جوابِ سوال اوّل

مہاجرین و انصار کا ایمان اور قرآن

لاریب اہل سنت صحابی اس کو کہتے ہیں کہ باسلام خدمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور بایمان انتقال کیا۔ اور مرتد ہو کر مرنے والے کو صحابی نہیں کہتے مگر شیعہ کہتے ہیں کہ ایسے صحابی جس کو سائل معنی خاص کر تعبیر کرتا ہے چار پانچ شخص تھے۔ اور سوا ان اشخاص کے سب مہاجرین اور انصار صحابی بایں معنی نہیں تھے، بلکہ یا از سر نو مسلمان نہیں ہوئے تھے منافق تھے، یا بعد وفات حضرت کے مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ اور دعویٰ شیعہ کا بالکل مردود ہے ثقلین اس کو رد کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور احادیث ائمہ شیعہ سے ان سب کا صحابی عادل ہونا ثابت ہے اور جو بعض ان میں سے محارب حضرت امیرؓ تھے عین حالتِ حرب میں بھی وہ بقول حضرت امیرؓ مسلمان تھے۔

اب سنو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔

(ترجمہ[1]) اور سب سابقین اوّلین مہاجرین و انصار، اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے نیکی کے ساتھ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی، اور تیار کیا ہے اللہ نے ان کے واسطے جنات، بہتی نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں ہمیشہ کو یہ ہے بڑی مراد پانا۔"

آیت میں الف لام کی وجہ سے عموم و استغراق

اور شیعہ کو معلوم ہے کہ الف لام جمع پر معنی استغراق و عموم کے دیتا ہے تو واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ سب مہاجرین اور انصار کو بشارت

[1] از حضرت گنگوہی رحمہ اللہ (ناشر)

اپنی رضامندی اور جنت کی دیتا ہے ابدالآباد کو اور حق تعالیٰ علام مافی الصدور اور ازل سے ابد تک کا عالم، جب یوں فرما دے تو اب نفاق یا ارتدادِ مہاجرین والانصار کا کیوں کر احتمال ہو سکتا ہے اور صحابی اور عادل ہونا ان کا اور مقبول و مقرب ہونا کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو گیا، اب اُن پر دعویٰ نفاق وارتداد کا تکذیبِ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کی ہے اور اپنا ایمان کھونا۔

بدِ موعدے میں نہیں ہوتا یہاں شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اور جو اس قسم کی آیات ہیں ان میں بدء ہوا ہے۔ سو یہ بات نہایت حماقت کی ہے کیونکہ بدء وعدے میں نہیں ہو سکتا کہ تخلفِ وعدہ اور کذب حق تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ سو عذر بدتر از گناہ ہوا مگر حیف ہے کہ شیعہ کو اپنی بات کی پیچ میں کچھ پرواہ نہیں۔

کوئی آیت الحاقی نہیں، ورنہ وعدہ محافظت غلط رہے گا یا اس آیت پر شیعہ یوں کہیں کہ یہ آیت الحاقی ہے کہ جامع قرآن نے بڑھا دی، سو اس شبہ واہی کا بھی حق تعالیٰ نے خود جواب فرما دیا کہ: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔

(ترجمہ) "تحقیق ہم نے ہی نازل کیا قرآن کو اور بیشک ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔"

سو جس کی حفاظت کا حق تعالیٰ ذمہ دار ہو اس میں کوئی الحاق و تحریف و نقصان کس طرح کر سکتا ہے۔ اگر عقل ہو تو یہ بات بہت ظاہر ہے۔

حفاظتِ قرآن کا مفہوم اور یہ عذر شیعہ کا کہ محافظت لوحِ محفوظ میں مراد ہے، تو سخت بوالعجبی ہے کیوں کہ شاید تورات اور انجیل کی تحریف لوحِ محفوظ میں پہلے ہوئی ہو گی جو حق تعالیٰ اس کتاب مبین میں اس کے عدمِ وقوع کا ذمہ کش ہوتا ہے۔ شاید شیعہ کے نزدیک کچھ تصرف اہل کتاب کا لوحِ محفوظ تک پہنچ سکتا ہوگا۔ معاذ اللہ۔ تو اب خدائے عالم کیا ہوا؟ عاجز ترین مخلوق ٹھہرا۔ اگر اس تقریرِ واہی پر یہ استعجاب اہل سنت کو ہے "شیعہ اہلِ عدل" پر کہ حق تعالیٰ کے ذمہ پر لطف کو واجب کرتے ہیں تو یہ بات لازم ہی ہے۔ خیر اس مسئلے کو ہم نہیں چھیڑتے

علمائے شیعہ خود عاقل ہیں تو سمجھ لیویں گے۔ الغرض اس آیت قرآن شریف سے سب مہاجرین و انصار کا جنتی ہونا اور اصحابی یعنی خاص ہونا اور ایمان پر انتقال کرنا یقین ہے۔

عقائد شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی

ہاں اگر شیعہ یہاں بھی تقیہ پر حمل کریں تو ان سے بعید نہیں۔ کیونکہ جیسا صحابہؓ سے جناب ائمہ کہ علم ماکان وما یکون بھی رکھتے تھے، اور قادر اپنی موت و حیات پر تھے کسی کو ان کے ہلاک پر قدرت بھی نہیں تھی، اور اپنے اعداء کے اہلاک پر ان کو دسترس بھی تھی پھر ساری عمر بخوف اعداء ظاہر میں اعداء کے ساتھ رہے۔ اور ان سے کچھ اپنا جان و مال و آبرو و ایمان وسلام نہ محفوظ ہو سکا تو حق تعالیٰ بھی باوصف صفات کمال اگر اپنے بندوں سے ڈرے اور ان کی خوشامد کرے تو ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ سے سوا اس کے کچھ بن ہی نہیں آئی۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ استغفر اللہ۔

دوسری آیت :۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ

(ترجمہ) البتہ راضی ہوا اللہ مؤمنین سے جب بیعت کی انھوں نے تحت شجرہ، پس جانا جو کچھ اُن دل میں ہے، پس اتاری سکینہ اور رحمت اُن پہ"۔

اب شیعہ آنکھ کھول کر دیکھیں کہ تحت شجرہ بیعت کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے یا کوئی اور لوگ تھے؟ اور آخر سورۃ تک دیکھو کہ کیا کیا وعدے مغفرت اور نصرت کے اور صفات ان کے کمالات کے مذکور ہیں۔ اگر خوفِ طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا مگر مؤمن کو ایک آیت کا حوالہ بس ہے، اور بد دین کو سارا قرآن بھی سُنانا عبث ہے۔

انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت علیؓ

اور حضرت امیرؓ سے "نہج البلاغۃ" میں مذکور ہے :۔

لَقَدْ رَاَيْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَرٰى اَحَدًا مِّنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ لَقَدْ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا۔ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّقِيَامًا

يُرَاوِحُوْنَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَاَقْدَامِهِمْ يَقِفُوْنَ عَلٰى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ. كَاَنَّ بَيْنَ اَعْيُنِهِمْ رُكَبُ الْمِعْزٰى مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْيُنُهُمْ حَتّٰى تَبُلَّ جِبَاهَهُمْ وَمَادُوْا كَمَا يَمِيْدُ الشَّجَرُ فِى الْيَوْمِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِّلثَّوَابِ۔

(ترجمہ) "البتہ دیکھا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پس نہیں دیکھتا تم میں سے کسی کو کہ مشابہ ان کے ہو۔ البتہ وہ تھے کہ صبح کرتے پراگندہ، غبار آلودہ، رات گزارتے ہوئے سجدہ وقیام میں، نوبت بہ نوبت راحت پاتے تھے پیشانی وقدموں میں[1] ٹھہرتے تھے گویا چنگاری آگ پر ذکرِ آخرت سے اور گٹھے تھے مثل گھٹنوں کے نشان کے ان کی آنکھوں کے وسط میں جب ذکرِ خدا ہوتا تھا بہتی تھیں آنکھیں ان کی یہاں تک کہ تر ہو جاتے تھے چہرے ان کے ہلتے تھے مثل درخت کے تیز ہوا کے دن میں، خوفِ عقاب اور توقع ثواب میں۔"

اور فرماتے ہیں:

لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقْتُلُ اٰبَاءَنَا وَاَبْنَاءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَعْمَامَنَا وَمَا يَزِيْدُنَا ذٰلِكَ اِلَّا اِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا. فَلَمَّا رَاَى اللّٰهُ صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ الخ

(ترجمہ) "البتہ تھے ہم رسولِ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قتل کیے جاتے تھے باپ اور بیٹے اور بھائی اور ماموں اور چچا ہمارے اور نہیں بڑھتا تھا اس سے ہمارا مگر ایمان وانقیاد سو جب دیکھا اللہ نے صدق ہمارا اتارا ہلاکت دشمنوں پر خواری اور ہم پر مدد کو، حتیٰ کہ مستقر ہو گیا اسلام۔"

---

[1] یعنی سجدہ سے تھکتے تو قیام کرتے اور قیام سے تھکتے تو سجدہ کرتے ۱۲

سبحان اللہ یہ حال دیکھو سب مہاجرین اور انصار کا تھا، یا آپ کے چار پانچ نفر کا۔
مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق کتاب خصال میں زبانی امام صادق کے ہے کہ:

كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا ثَمَانِيَةُ اٰلَافٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَاَلْفَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْمَدِيْنَةِ وَاَلْفَيْنِ مِنَ الطُّلَقَاءِ لَمْ يُرَ فِيْهِمْ قَدَرِيٌّ وَلَا مُرْجِيٌّ وَلَا مُعْتَزِلِيٌّ وَلَا صَاحِبُ رَاْيٍ۔ وَكَانُوْا يَبْكُوْنَ اللَّيْلَ وَيَقُوْلُوْنَ اَقْبِضْ رُوْحَنَا قَبْلَ اَنْ نَّاكُلَ خُبْزَ اَلْخَمِيْرِ۔

(ترجمہ) "تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیئے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قدری اور مرجی اور معتزلی اور صاحب رائے۔ رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الٰہی قبض کر لے ہماری رُوح پہلے خمیری روٹی کھانے سے۔"

اس روایت سے محقق ہو گیا کہ حضرت امیرؓ سب صحابہؓ کی تعریف میں فرماتے تھے جو اوپر نقل کیا گیا اور صاحب الفصول امامیہ روایت کرتا ہے:

عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام انہ قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان۔ اما تخبرونی؟ انتم من المہاجرین الذین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا و ینصرون اللہ ورسولہ؟ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم؟ قالوا لا۔ قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ھذین الفریقین وانا اشھد انکم لستم من قال اللہ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم۔

(ترجمہ) "امام ابو جعفر محمد بن باقرؒ سے منقول ہے کہ آپؒ نے فرمایا اس قوم کو کہ خوض کیا تھا انہوں نے شانِ ابی بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ میں۔ کیا خبر نہیں دیتے تم مجھ کو کہ تم مہاجرین میں ہو جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے۔ تلاش میں تھے وہ فضل اللہ اور رضامندی اس کی کے اور مدد کرتے تھے اللہ اور رسول اس کے کی۔ کہا انھوں نے نہیں فرمایا پھر ان لوگوں میں ہو جنھوں نے ٹھکانا پکڑا دارِ مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے (یعنی مہاجرین سے) دوست رکھتے تھے مہاجرین سے اور انصار سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم نہیں ہو وہ لوگ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاؤا الخ یعنی یہ کہ جو لوگ کہ آتے ہیں بعد اُن کے کہتے ہوئے اے رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ سابق ہوئے ہم سے ایمان میں اور مت کر دلوں میں ہمارے کینہ مومنین کا اے رب ہمارے البتہ تو غفور الرحیم ہے۔"

اس حدیث سے صحتِ ایمان مہاجرین و انصار و خصوصاً ابوبکرؓ اور بُرائی کینہ داران اُن کے کی معلوم ہر خاص و عام کو ہو گئی۔ اب عترت کے اقوال سے بھی عدالت اور قبولیت سب مہاجرینؓ انصار کی عند اللہ و عند الائمہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور اقوال دیگر ائمہ بخوفِ اطناب ترک کرتا ہوں۔ جناب سائل اور ان کے ہم مشرب آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں اور عذر تقیہ زبان پر نہ لاویں کہ اول ہی اس عذر کو قطع کر چکا ہوں۔ سو اہلسنت کو یہ حجت (شیعہ پر) کافی ہے۔

اخطب کا قول حجت نہیں ہے اور سائل جو ترجمہ حدیث کا بحوالہ شیخ عبدالحقؒ اور اخطب خوارزم نقل کرتا ہے یہ اخطب تو زیدی، غالی، کذاب ہے۔ اس کے قول سے اہلسنت پر حجت لانی محلِ عجب ہے۔ آپ نے اپنی ہی کتب سے کیوں نہ نقل کر دیا؟ جو جی چاہے تھا اور دعویٰ الزام دہی کا کتب اہلسنت سے کیوں کرتے ہو؟ دیکھو ہم بجز قرآن شریف اور روایات (آپ کی کتب) کے ہرگز سند نہ دیں گے۔ اور شیخ کا جو نام لکھا ہے تو آپ نے یہ نہ لکھا کہ شیخ نے کس کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے تاکہ آپ کا صدق و کذب معلوم ہوتا۔ کتب اہلسنت میں بایں الفاظ کوئی حدیث نہیں۔ مگر مکائد شیعہ میں ہے کہ یہ عبارت کو تحریف کرتے ہیں یا معنی کچھ اور لکھتے ہیں۔

اہل سنت اور حضرت علیؓ کا مقام ہماری کتب میں تو حدیث یوں ہے لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ (ترجمہ) "نہیں دوست رکھتا علیؓ کو منافق اور نہیں بغض کرتا علیؓ سے مومن) یا اس کے معنوں میں مثل اس کے سو بحمد اللہ اصحاب رسول اللہ اور سب اہل سنت محبت علیؓ سے سینہ پُر رکھتے ہیں چنانچہ کتب اہل سنت فضائل و محامد علیؓ سے پُر ہیں۔ کسی پر مخفی نہیں۔ البتہ ایسی محبت (کہ یا خدا سے زیادہ بنا دیں، یا نامردگی و بے عزتی میں یکا کر دیں) اہل سنت نہیں رکھتے یا بایں شور اشوری یا بایں بے نمکی۔ یہ حال روایات شیعہ کا ہے کہ بیان مظلومیت میں اس قدر گھٹا دیں کہ معاذ اللہ اور بیان فضائل میں اتنا بڑھا دیں کہ استغفر اللہ۔ سو روایات اپنی کتب کو دیکھ لو، تاکہ ہمارا صدق آپ پر روشن ہو جائے۔ ؎

ہرگز نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

شیعہ کی مفروضہ حدیث اگر بالفرض بایں معنی ہی حدیث ثابت ہو جاوے تو پھر لفظ اصحاب اس میں کہاں ہے کہ آپ کو محل طعن ہو۔ کیا سب لوگ بس صحابہ میں ہی منحصر ہو گئے ہیں؟ سبحان اللہ! آپ کے بغض قلبی نے دیدۂ بصیرت کو عجیب روشنی دی ہے کہ حضرتؐ تو بعض لوگوں کے حال سے مطلع فرما دیں، آپ اس کے خلاف تعلیم زبردستی صحابہؓ پر حمل کریں۔ حق یہی ہے کہ یہ اشارہ نواصب کی طرف تھا ضرور یا اور روافض کی طرف اشارةً وکنایةً ہے کہ وہ ظاہر سب و شتم اسد اللہ الغالبؓ کو کرتے ہیں اور بہ پردۂ محبت میں داد بغض دیتے ہیں۔ چنانچہ کچھ معلوم ہو گیا اور کچھ آگے بیان ہو گا۔

اور حدیث صحیحین جو سائل نے نقل کی ہے کہ روز حشر حوض پر سے کچھ لوگ ہانکے جائیں گے سو ان کو بھی سب مہاجرین وانصار پر حمل کرنا کمال بلادت ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں بلفظ اُصَیْحَابِیْ آیا ہے۔ اور یہ تصغیر قلت کے واسطے ہے اور بعض جگہ (رِجَالٌ مِّنْ اُمَّتِیْ) آیا ہے اور یہ بھی عرف عرب میں قلت کے لیے آتا ہے۔ سو چند فرق (فرقے) (ناشر) اس قسم کے مرتد

ہوں گے، تو سب صحابہؓ معاذ اللہ۔ اور وہ قوم بنی تمیم کے لوگ اور چند اقوام دیگر تھے، کہ قریب وفات حضرتؐ کے آکر مسلمان ہوئے پھر بعد وفات مرتد ہو گئے تھے۔ حضرتؐ ان کو روز محشر (چونکہ ان کو مسلمان چھوڑ کر تشریف لے گئے، ان کے ارتداد سے مطلع نہ تھے اس تعارف پر ان کو) اصحاب کہہ کر تعبیر فرماویں گے اپنے علم کے موافق، نہ یہ کہ یہ لوگ اصحاب بمعنی خاص ہیں جیسا کہ تمام مہاجرین و انصار ہیں اور اہل سنت ہرگز اُن (چند مرتدین۔ ناشر) کو اصحاب نہیں کہتے ورنہ معاذ اللہ کلام ثقلین جھوٹ ہو جاوے اور یہ محال ہے مگر آپ کہتے منصف محبِ ثقلین ہیں کہ اس معنی کو برعکس صحابہ پر حمل کیا اور پھر اپنی عاقبت کا اندیشہ نہ کیا۔

الحاصل قرآن شریف اور احادیثِ عترت سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ عدول مقبول تھے نہ کوئی منافق تھا نہ مرتد ہوا، مگر وہی چند رجال جنہیں صحابہؓ بھی منافق پہچانتے تھے۔

خطاءِ اجتہادی صورۃً معصیت ہے حقیقتاً نہیں ہے

اور جو کچھ بعض سے حرب حضرت امیرؓ یا کچھ اور بشریت سے تقصیر ہوئی وہ خطاءِ اجتہادی تھی اور جو امر بخطاءِ اجتہاد سرزد ہوتا ہے وہ بصورت معصیت ہے نہ خود معصیت۔ چنانچہ اہلِ عقل و علم پر واضح ہے اور اگر بالفرض گناہ ہی تھا تو وہ انجام کار اس سے تائب اور نادم ہو کر پھر درجہ عدالت کو فائز ہو گئے کیونکہ وہ کچھ معصوم گناہ سے نہیں تھے سو اب صحابہؓ کا بُرا جاننے والا ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوا اور قرآن کا منکر۔ اور جو کُل کو اچھا جاننے متبعِ ثقلین ہے داخل ملتِ پیغمبرؐ ہیں دیکھو کہ اہلِ سنت نے خوب تمیز کی کہ جس کو ثقلین نے اچھا کہا اچھا جانا اور بُرے کو بُرا اور اب بھی جو صدقِ محبت اہلِ بیت و عترت سے رکھتے ہیں وہ اچھے ہیں جیسا اہل سنت، اور جو مکذبِ ثقلین ہیں اور پردہ محبت میں تنقیص و توہینِ شانِ عترت کرتے ہیں وہ بُرے اہلِ شرارت اور اس دعوے پر ہم احادیثِ ثقلین کو شاہد رکھتے ہیں چنانچہ ابھی نقل ہوئیں۔ اور ہم حُسنِ ظن پر یہ عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ ثقلین کے ارشاد پر مدار کار ہے۔ البتہ شیعہ بد ظنی کو کار فرما کر مکذبِ ثقلین ہوتے ہیں سو تعجب ہے کہ قرآن و عترت تو تعریف اُن کی کرے اور شیعہ اس کو مانیں بس بولو کہ یہ فعل آپ کا مخالفِ ثقلین

ہے کہ نہیں؟ اور کفر ہے یا اسلام؟ اب اگر شیعہ بڑوں کو پوچھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اصحاب میں تو کوئی برا نہیں تھا۔ جو لوگ نو مسلم اعراب مرتد ہو گئے وہ برے تھے مگر وہ اصحاب نہیں تھے اور جو بعض منافق ان میں ملے ہوئے تھے (جیسا عبد اللہ بن اُبیؒ اور اس کے تابع اور ذوالخویصر "راس الخوارج") وہ برے تھے، مگر وہ بھی اصحاب نہیں تھے۔ اگر ان کو شیعہ باصطلاح خود صحابہ بمعنی عام کہہ کر برا کہیں تو ہم گلہ نہیں کرتے۔

اہل بیتؓ کے گھر جلانا بہتان ہے اور یہ جو آپ بہتان، طوفان، افترا کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے خانۂ اہل بیت جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو گئے۔ یہ بالکل افترا و کذب اعدائے (اہل بیت) دوست نما کا ہے۔ اہل سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں۔ آپ نے آنکھ بند کر کے بیس کتابیں ذکر لکھ دیا۔ زبان کے آگے کچھ کنواں کھائی تو ہے ہی نہیں۔ للہ و للوصی۔ ایک کتاب کا تو نشان دیا ہوتا تاکہ آپ کا صدق و کذب سب پر روشن ہو جاتا۔ اگرچہ واقف تو اب بھی آپ کے صدق و دیانت کے قائل ہو گئے ہیں۔ ہاں البتہ ہمارے پاس آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ سب عدول اور محب اہل بیت و عترت تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی آیات کا حوالہ اوپر گذرا۔ اور اگر قرآن شریف آپ کے نزدیک کچھ معتبر نہیں تو بہر حال نہج البلاغۃ و فصول وغیرہ آپ کی کتب تو قرآن شریف سے بھی آپ کے نزدیک زیادہ معتبر اور واجب التسلیم ہیں۔ اگر یہ لوگ بقول آپ کے دشمن اہل بیتؓ ہوتے تو بزعم آپ کے کافر ہوتے۔ پھر ائمہ کفار کی ایسی مدح کس طرح کر سکتے تھے؟ مدح کافر کی فسق ہے اور ائمہ آپ کے نزدیک فسق سے معصوم ہیں۔ سو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، اور اس قول خسارت مآل سے نادم ہونا چاہئے۔

خطا، عصیان اور ایمان اور معاویہؓ کا محاربہ حضرت امیرؓ کے ساتھ جو ہوا تو اہل سنت اس کو کب بھلا اور جائز کہتے ہیں۔ ذرا کوئی کتاب اہل سنت کی دیکھی ہوتی، اہل سنت ان کو اس فعل میں خاطی کہتے ہیں، مگر معاویہؓ اس خطا کے سبب ایمان سے نہیں نکل گئے، جیسا تمہارا اور تمہارے اسلاف کا زعم ہے کیوں کہ حق تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے:

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الآیہ

(ترجمہ) "اور اگر دو طائفے مؤمنین کے آپس میں مقاتلہ کریں تو ان میں صلح کرا دو"

تو دیکھو کہ حق تعالیٰ باوصف مقاتلہ باہمی ان کو مؤمنین کہہ کر تعبیر فرماتا ہے اور سوا اس کے صدہا آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فسق و گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا اور حضرت امیرؓ کا قصہ مشہور ہے کہ معاویہؓ اور ان کے ساتھ والوں کو آپ نے لعن کرنے نہیں دیا اور منع لعن سے فرمایا۔ اگر کافر ہوتے تو کیا وجہ منع لعن کی ہوتی۔

محاربین امام کا ایمان بقول امام اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؓ کا قول شریف منقول ہے۔

اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِي الْاِسْلَامِ عَلٰى مَا دَخَلَ فِيْهِ مِنَ الزَّيْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّاوِيْلِ

(ترجمہ) "صبح کی ہم نے قتال کرتے ہوئے اپنے بھائیوں مسلمانوں سے بسبب اس کے کہ داخل ہوئی اس میں کچھ کجی اور ٹیڑھا پن اور شبہ اور تاویل"۔

حضرت امیر ان کو خود مسلمان بھائی فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ اس میں بسبب شبہ و تاویل کجی آگئی تھی۔ اور یہ خود بیّن ہے کہ گناہ کرنے سے اسلام کامل نہیں رہتا۔ نہ یہ کہ بالکل اسلام سے خارج ہو جائے۔ سو اس نص سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ حرب (حضرت) معاویہؓ سے خطا ہوئی مگر بتاویل منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ آخر عمر میں اس امارت اور اپنے کردار سے نادم ہوتے تھے۔

ندامت اور توبہ ماحی کفر ہے سو ندامت کے بعد جو کچھ گناہ ان سے ہوا بالیقین معاف ہوا۔ کہ حق تعالیٰ تائب کے سب گناہ معاف کرتا ہے بلکہ کفر بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے، حاجت سند نہیں اور عادل کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ کبھی اس سے کوئی تقصیر نہ ہو بلکہ اس سے کوئی گناہ ہوا اور پھر توبہ کر لی تو پھر عادل ہو جاتا ہے۔

شیعہ کے نزدیک گناہ کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں اور شیعہ تو گناہ کبیرہ سے عصمت کو بھی ساقط نہیں کرتے چہ جائے کہ عدالت!

رَوَی الْکُلَیْنِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ یُوْنُسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ اَتٰی ذَنْبًا کَانَ الْمَوْتُ عَلَیْهِ هَلَاکًا

(ترجمہ) حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا کہ موت اس پر موجب ہلاکت کی تھی "

پھر جب عصمت انبیاءؑ کی ایسے گناہ سے ساقط نہیں ہوتی تو بیچارے معاویہؓ تو معصوم نہیں تھے اور معاویہؓ نے تو یہ گناہ خطا سے کیا ہے۔ اب شیعہ حضرت آدمؑ کے باب میں نہ معلوم کیا حکم لگائیں گے؟ کہ ان کی کتابوں میں صریح موجود ہے کہ یہ بلا آدمؑ پر بھی حسدِ مرتبہ علیؓ و فاطمہؓ کے سبب سے آئی تھی اور یہ عمداً تھا۔ سو بعد توبہ آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی

(ترجمہ) پھر پسند کر لیا اس کو اس کے رب نے اور رجوع کی اس پر اور ہدایت کی "

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑی اور مارا یہ خطا سے ہی ہوا تھا جب کہ انبیاء سے ایسا کچھ سرزد ہو جائے، معاویہؓ وغیرہ پر کیا موجب طعن ہے وہ تو کچھ معصوم نہ تھے۔ علاوہ بریں اگر تقصیر حرب معاویہؓ اور چند دیگر سے ہوئی آپ نے اپنے کمالِ تبحر اور ہمہ دانی سے سارے مہاجرینؓ اور انصارؓ (کہ بقول امام جعفرؒ بارہ ہزار تھے) ایک ورجہ کر دیا۔ بڑے افسوس اور حیرت کی جا ہے کہ صحابہؓ باوصف مدحِ ثقلین کے کافر ہوں اور شیعہ باوجود مخالفتِ ثقلین و گستاخیٔ اہلِ بیت کے مومن و مخلص رہیں؟ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو۔ واللّٰہُ الْهَادِیْ

سوال دوم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ شیعہ کہتے ہیں یہ جو احادیث و آیات آپ لوگوں کی کتب میں مذکور ہیں کہ فلاں سورۃ اور فلاں آیت اور حدیث شان حضرت شیوخ میں وارد ہے۔ اور ان کے فضل خلافت اور وجوب اقتدار پر دلالت کرتی ہے کیا روز سقیفہ یہ سب تیار نہ ہوئی تھیں ؟ یا سب صاحب فراموش کر گئے تھے ؟ ہاں جب دنیا سے تشریف لے گئے تو شاید وہاں لوح محفوظ ملاحظہ فرما کر اور رسول خدا سے تحقیق کر کے اپنے مطیعان مشرب کو الہام فرمایا کس لیے کہ اس وقت خلافت کے روز کوئی سند بیان نہیں ہوئی سوائے قریش ہونے اور پیری کے کہ اس پر شیخ ثانی نے بیعت کرلی۔

اب پوچھنا چاہیے کہ اگر یہ پہلے سے بھی ہوتی تو مثل سخن معاشر الانبیاء[2] کے معرکہ میں کیا یہ بیان نہ ہوتیں، ان کا جواب شافی لا کر دو۔ ورنہ یہ سب ہمارے نزدیک موضوعات احباب ہیں۔

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب سوال دوم
شیخین رض کا حقِ خلافت اور رد دلائل

سقیفہ میں "اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ" پیش کرنے کی وجہ

روز سقیفہ انصار اس بات پر مجتمع ہوئے تھے کہ ایک امیر انصار میں ہو اور ایک مہاجرین میں اور حدیث اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ کا ان کو کوئی خیال نہیں رہا تھا کیوں کہ وہ معصوم نہیں تھے کہ نسیان و سہو ان پر نہ ہو سکے اور فی الحقیقت سہو سے تو معصوم بھی مامون نہیں اور علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بھی ان کو نہیں تھا کہ عیب کیا جاوے کہ یہ مسئلہ ان کو معلوم کیوں نہ تھا۔ اگر معلوم بھی نہ ہو تو بھی کچھ حرج نہیں۔ جب شیخین وہاں تشریف لے گئے اور اس حدیث کو پیش کیا اس سے ان کا وہ ارادہ فسخ ہو گیا۔ و سب نے حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اور یہ مسئلہ کہ امامت سوائے قریش کے روا نہیں، قرآن میں کہیں صراحۃً مذکور نہیں اور نہ کسی مفسر نے اس کا دعویٰ کیا۔ ہاں مفسرین نے شانِ نزولِ آیات میں کہا ہے کہ یہ آیت فلاں حضرت کے فضل میں نازل ہوئی ہے یہ فلاں حضرت کے اور ترتیبِ خلافت کو اشارات سے نکالتے ہیں کہ قرآن شریف میں سب کچھ صراحۃً کنایۃً مذکور ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اب سنو کہ یہ آپ کا اعتراض ر باد ہوائی گولہ نہیں معلوم کہ کونسی وجہ سے بے اس وقت اعتراض آپ کا ذہن عالی کس طرف کو صعود کئے ہوئے تھا کیوں کہ فضائل کی آیات کو

لے از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

پیش کرنا جب ضروری ہوتا کہ کسی کو فضلِ ابوبکرؓ میں تکرار اور عذر ہوتا - اُن کی افضلیت کے سب معترف تھے اور انصار کا مذہب شیعوں کا سا نہ تھا کہ امام سب سے افضل ہونا چاہیے اور نہ ترتیبِ خلافت کا وہاں ذکر تھا پھر وہاں آیاتِ فضائل کا سُنانا کیا ضروری تھا کہ نہ سنانے میں آپ کا اعتراض وارد ہوتا - وہاں فقط مذکور اتنا تھا کہ انصار میں امیر نہیں ہو سکتا - سو یہ مقصد صرف حدیث کے ہی سُنانے سے حاصل ہو گیا - اگر بالفرض اس باب میں آیت صریح بھی ہوتی تو کچھ ضروری ہے کہ آدمی اپنے اُستدلال میں سارے ہی دلائل پیش کرے جب ایک دلیل سے کام نکلے اور دلیل لانا کیا ضروری ہے اور درصورتیکہ حدیث صحابی کے نزدیک مثل قرآن قطعی ہے، تو قطعیتِ حدیث و قرآن میں کچھ تفاوت نہیں اثباتِ مقصود میں دونوں یکساں ہیں تو پھر آیات پیش نہ کرنے میں یہ کچھ فضول کلامی ایک عجیب بوالفضولی ہے انصار شیعہ نہیں تھے کہ صدہا آیاتِ قرآنی اور نصوص آئمہ سُن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور آیات و احادیث عترت کو پسِ پشت ڈالتے ہیں، وہ اہلِ صدق و ایمان تھے ایک ہی حدیث سُن کر تسلیم کر لیا۔

اب اس قدر جواب سے آپ کے فہم کی خوبی اور ہبائً منثورًا ہو جانا آپ کے اس کلام واہی کا تو ظاہر ہو گیا اور آپ کے ہزلیات کا جواب جھکڑ بازی ہے - اہلِ انصاف کے نزدیک وہ خود آپ کے مُنہ پر منقلب ہو گئی - ہم کو کاغذ سیاہ کرنا مثل آپ کے اعمال نامہ کے کیا ضرورت ہے۔

ہاں اگر قابلیت خلیفہ اوّل کی اور حقیقتِ امامتِ جناب صدیقؓ کی اولیت اور قولِ امامؑ اُن کے کی آپ کو درکار ہے تو یہ روایت کحل البصر برائے کورِ فہم موجود ہے مطالعہ فرمائیے کہ نہج البلاغۃ آپ کی کتاب معتبرہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ نے نامہ معاویہؓ کو لکھا تھا اس میں یہ عبارت ہے:۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَزِمَتْكَ يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنْتَ بِالشَّامِ لِأَنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلَى مَا بَايَعُوْهُمْ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ

اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰهِ رِضًی

(ترجمہ) اما بعد، میری بیعت مجھ کو لازم ہوگئی اے معاویہؓ! درحالیکہ تو شام میں تھا کیونکہ مجھ سے بیعت کی ان لوگوں نے جنہوں نے بیعت کی تھی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے جس شرط پر ان سے بیعت کی تھی پس نہیں اب حاضر کو کچھ اختیار اور نہ غائب کو محل رد، اور بس مشورہ معتبر مہاجرین و انصار کا ہی ہے پس اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر دیں تو ہوتا ہے وہ شخص اللہ کے نزدیک بھی مرضی و پسندیدہ۔"

سبحان اللہ! اس نص حضرت امیرؓ نے خلفائے ثلٰثہ کی امامت کو صاف صاف حق بتایا اور منکرین کو زبوں فرمایا اور معہذا سب مہاجرین و انصار کی تعدیل فرمائی۔ یہ مسئلہ بھی حل فرما دیا کہ امامت بالشوریٰ ہوتی ہے، نہ منصوص من اللہ تعالیٰ۔ جیسا شیعہ گمان کئے بیٹھے ہیں۔ اور یہاں مؤلف نہج البلاغۃ کو حذف اسامی خلفاء میں کوئی صورت مفر نہیں ملی، بنا چاری ناچاری نام لکھ دیا ہے ورنہ ان کی دیانت سے بعید تھا کہ ان حضرات کے اسماء مبارکہ کی تصریح کریں۔

صدیقؓ کی خدمات اور امامؓ کا اعتراف | دوسری جگہ نہج البلاغہ میں ہے:

لِلّٰهِ بِلَادُ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَی الْعَمَدَ وَاَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَةَ

(ترجمہ) "واسطے اللہ کے ہیں بلاد ابی بکرؓ کے البتہ اس نے سیدھا کیا کجیوں کو، اور علاج کیا بیماری کا، اور قائم کیا سنت کو اور پیچھے ڈالا بدعت کو۔"

جہاں مؤلف نے بجائے لفظ ابی بکرؓ کے لفظ فلاں کا رکھا تھا اور بسبب تعصب ہی کے تصریح نام حضرت ابوبکرؓ کی نہ کی تھی، مگر شراح نے اس کی تحریف کو ظاہر کر دیا کہ مراد ابوبکرؓ ہیں۔ اب یہ دونوں شاہد عدل، لیاقت ابوبکرؓ کو اور حقیقت امامت حضرت ممدوح کو کیسا صاف صاف بیان کرتے ہیں کہ ہرگز اہل ایمان کو اس میں محل تردد نہیں ہو سکتا۔

بیعتِ امامؓ خلافتِ صدیقؓ کی حقانیت ہے اور ہم سب سے درگزرے خود حضرت امیرؓ کا بیعت کرنا کتنی حجت واضح ہے کیونکہ اگر خلافت ان کی حق نہ ہوتی تو حضرت امیرؓ معصوم، عالم ما کان یکون، اشجع الاشجعین ہرگز بیعت نہ کرتے۔ دیکھو چھ مہینے تک آپ کو جو بیعت سے کچھ تردد رہا تو ہرگز بیعت نہ کی اور کسی سے ہراساں نہ ہوئے اور تقیہ دابیہ محرمہ کو کارِ ممنوعہ فرمایا۔ اگر ایسا آپ تقیہ کرنے والے ہوتے تو اوّل کیا وجہ انکار بیعت تھی، اور اگر لیاقت خلیفہ اوّل میں نہ ہوتی تو چھ مہینے کے بعد کہاں سے لیاقت آگئی تھی؟ اور معاذ اللہ شیخینؓ اگر زبردستی بیعت لیتے ہوتے تو اوّل ہی زبردستی سے کون مانع تھا۔

خلافتِ شیخین نہ ماننے میں مفاسد اس جگہ محبت عترت کے مدعیین نے تراشا ہے کہ آپ کے گلے میں رسی باندھ کر لائے اور بیعت کرائی۔ حضرت نے مجبور، مقہور ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے بیعت کر لی۔ سبحان اللہ یہ حسنِ عقیدت شیعہ کا ہے کہ ایسے بہادر کو نامرد بتائیں اور آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت ابن ملجم کے ہاتھ سے ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہما ہرگز میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے، اور پھر بھی تحریر لوحِ محفوظ کو غلط سمجھا اور بخوفِ جان کافروں کے ہاتھ پر بیعت کر کے ساری عمر گزار دی اور اپنی دختر عمرؓ کو بیاہ دی، جیسے علامہ شوستری وغیرہ لکھتے ہیں تو نزدیک شیعہ کے حضرت علیؓ شیرِ خدا نہایت جبان و بے غیرت تھے؟ اور دیکھو کہ امام معصومؓ کی بیٹی کا نکاح کافر سے کیسے ہو سکتا ہے؟ معاذ اللہ، کلثومؓ اور علیؓ اور حسنینؓ کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور ابوبکرؓ کے وقت میں جو سبایا ابو حنیفہ پکڑے ہوئے آئے، ایک لونڈی حضرت امیرؓ کو ملی آپ نے اس کو تصرف میں رکھا کہ محمدؒ اس سے پیدا ہوئے۔ تو جب امام حق نہیں تھا، جہاد صحیح نہیں تھا، غنیمت حرام تھی۔ پس حضرت علیؓ نے معاذ اللہ زنا کیا؟ اب کہاں تک مفاسد اس عقیدۂ باطل کے لکھوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ موافق رائے شیعہ علیؓ میں معاذ اللہ سارے جہاں کے عیوب موجود ہوتے ہیں ہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جانا ہوگا کہ اگرچہ تقدیر خداوندی میں قتل میرا ابن ملجم

کے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر شیخین بسبب غلبہ قوت کے اگر تقدیر کو پلٹ دیویں تو کیا کروں گا؟ آخر ان لوگوں نے لطفِ خداوندی کو جو درباب امامت ذمہ حق تعالیٰ کے واجب تھا نہیں چلنے دیا، اور قرآن شریف کو بھی تحریف کر دیا اور ذرہ خداوندی کچھ کارگر نہ ہوا۔ یہاں بھی ان کا کیا ہو جاوے گا خدا تعالیٰ کا لکھا تہ چلے گا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، حق یہ ہے کہ چھ مہینے تک آپ نے بسبب اپنی شجاعت کے بیعت نہ کی اور مخالفت سے تمام مہاجرین و انصار کی کچھ گھبراہٹ نہ کی، اور یہ توقف محض فکر رنجی بشریت کے باعث سے تھا کہ ہم سے اس باب میں مشورہ نہ کیا کہ ہم اہلِ مشورہ میں تھے، بعد چھ مہینے کے وہ رنج دفع ہو گیا اور بخود بلا اکراہ مجمع عام میں اقرار فضائلِ ابی بکرؓ فرمایا، اور بیعت کر لی اور حضرت ابو بکرؓ نے عذر کیا کہ وہ وقت ایسا تنگ تھا کہ فرصت مشورہ کی نہ تھی اور نہ توقف کا محل تھا۔ حضرت امیرؓ نے بھی اس عذر کو پسند و قبول فرمایا۔

اہل شیعہ کے لیے دو گونہ مشکلات لیکن شیعہ کو یہاں میدانِ تنگ ہے کہ نہ بشریت کو معصوم پر لگا سکتے ہیں (اگرچہ انبیاء معصومین سے حسد اور گناہ کبیرہ اور غضب (ناکردہ گناہ پر) اور فضیحہ کرنا بری عن الخطاء کو جائز ہو، جیسا حضرت آدم و یونس و موسیٰ علیہم السلام کے وقائع میں معلوم ہوا، مگر امام معصومؓ پر کیوں کر ایسی بات لگا سکیں) اور نہ جبراً بیعت کا اقرار کر سکتے ہیں کہ پھر بنائے مذہب شیعہ منقطع ہو جاوے گی اور نہ تقیہ کو مان سکتے ہیں کہ اس میں حضرت امیرؓ کے اوپر مفاسد بے شمار متوجہ ہوتے ہیں مگر نقل مشہور ہے مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ اِخْتَارَ اَهْوَنَهُمَا بناچاری تقیہ کو مانا کہ گو علیؓ پر معاذ اللہ سب کچھ ثابت ہو جاوے گا مگر شیخینؓ و صحابہؓ کی برائی اور ظلم تو ثابت ہو جاوے گا۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ، دوستی بے خرد دشمنی ست، سو اس جواب میں شیعہ تأمل کریں اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آویں۔ واللہ الہادی

سوال سوم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کے بڑے عالم صاحب جامع الاصول کہ ابن اثیر ہیں کتاب ہدایہ میں لغت لرین خطبہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نقل کرتے ہیں اور مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے، اور ابوبکر جوہری نے تمام و کمال لکھا ہے کہ شیخ ابن ابی الحدید نے اس سے نقل کی ہے اس خطبہ کو۔ دیکھو ہم یہاں اس مختصر میں بیان نہیں کر سکتے کہ جز مبر کا ہے اگر کوئی طلب کرے تو حاضر ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ لکھتے ہیں کہ جب جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے منع فدک پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اصرار پایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک گروہ زنانِ بنی ہاشم کو ساتھ لے کر مسجد میں آئیں اور پس پردہ تشریف رکھی، ایک خطبہ مشتمل حمد و ثنائے الٰہی اور نعتِ رسالت پناہی پڑھا اور حقوق اور احسانات آنحضرت کے جو اصحاب پر تھے بیان کیے کہ سب رونے لگے، اور پھر آیاتِ قرآنی اور اقوالِ پدر بزرگوار سے سند لا کر کوئی کلمہ تکفیر و تفسیق وارتداد اور غصبِ خلافت اور فدک اور اپنی پدر کے ترک کا اٹھا نہیں رکھا اور کیا کچھ نہیں فرمایا۔ ذرا دیکھو تو معلوم ہو۔

پس اب پھر اس حقیر کی طرف سے پوچھو کہ وہ حدیث و آیات فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما جو کتب میں لکھتے ہو اس وقت تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو کسی نے بیان کیوں نہیں کیں کہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا قائل ہو تیں پھر اب لوگ ان کے دوست ان کی وفات کے بعد مراقبہ کر کے جو کچھ نسخہ محبت میں لوح محفوظ سے لائے مشت بعد از جنگ ہے اور تریاق فاروق بعد مردن مار گزیدہ اس سے

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

کیا حاصل، ایسے تو سمجھو کہ اگر کوئی فضل ان کا واقعی ہوتا یا بد کہنا باعث معصیت ٹھہرتا تو معصوم مظلوم اُن کے حق میں کیوں ایسے کلمات فرمائیں اور اصحاب موجودہ سے کوئی تو مانع ہوتا یا پھر حضرت ابوبکرؓ خود رد کرتے، دلیل کافی اور جواب شافی قولِ خدا تعالیٰ اور رسولؐ سے دیتے نہ کلماتِ سخت خشونت کے جو قریب مذکور ہوتے ہیں مغلوبیت کی جہت سے کہنے پڑتے۔

غرض علمائے مذکورہ لکھتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ نے دلائل اور براہین جناب فاطمہؓ کے سُنے تو منبر پر تشریف لے گئے اور پہلے تو حضار پر خفگی کی استماعِ کلام جناب سیدہؓ سے کہ تم کیوں آپ کی طرف مخاطب ہو کر سنتے ہو اور پھر جناب امیر کی طرف اشارہ کر کے کہا انما ھو ثعلب شھیدہ ذنبہ مرب لکل فتنۃ ھو الذی یقول کروھا جذعۃ بعد ما ھرمت یستعینون بالضعفۃ ویستنصرون بالنساء کام طحال احب اھلھا الیھا البغی۔ حاصل یہ ہے کہ "یعنی نہیں ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکھے اپنے دعوے پر اپنی دُم کو، وہ پالیتا ہے ہر فتنہ و فساد کو، وہ چاہتا ہے کہ فتنہ پارینہ کو تازہ کرے، اب جو کچھ نہ ہو سکا تو مدد چاہتا ہے ضعیفوں اور عورتوں سے مانند اُمّ طحال کے کہ دوست رکھتی تھی زناکاروں کو۔"

الاماں یہ کلمات عترتِ رسولِ کائناتؐ کی شان میں کیسے ہیں کیا مودت ذوالقربیٰ اسی کا نام ہے؟ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کل صحابہ کو عادل اور دوست عترتِ رسولؐ جانتے ہیں کہ دعویٰ جناب سیدہؓ کا اور دلائل اور براہینِ معصومہؑ کا جواب یہی تھا جو ابوبکر نے دیا تھا کہ عدل میں حکومت کی خود پسندی اور زور اور نفسانیت کا تقاضا بھی شامل ہو سکتا ہے جو حاکم مدعی کے دعوے کو دلائل و براہین سے رد نہ کرے اور اس کے عوض میں کلمات خشونت آمیز کہے، اس حاکم کو صاحبانِ عقلِ سلیم عادل کہیں گے یا ظالم؟ اور پھر ایسے کہنے والے کو دوست سمجھیں گے یا دشمن؟ ذرا غور تو کرو اور گریبان میں سر ڈالو، اور ان کلماتِ ناشائستہ کا نتیجہ سنو کہ جب آپ کے حضرت ابوبکرؓ نے وہ کلمے بیان کیے تو ہماری سیدہؓ گریاں گھر چلی گئیں، انتہیٰ۔

اور ظاہر ہے کہ دنیا سے ان پر ایسی غضبناک تشریف لے گئیں کہ جنابِ امیرؓ نے شب کو انھیں ایسا مخفی دفن کیا کہ اب تک نشانِ قبر بھی حضرت فاطمہؓ کا آپ لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ آج تک اہلِ مدینہ دو جگہ قبر کا نشان دیتے ہیں۔

برائے خدا اے مسلمانوں کوئی تو انصاف کرو کہ ان باتوں پر تو کافر کو تاب نہ رہے گی نہ مسلمان کو کہ عترتِ پیغمبرؐ کو کوئی برا کہے اور وہ سُنے اور پھر اسے مسلمان اور عترتِ پیغمبرؐ میں جانے یہی ملتِ پیغمبرؐ تھی اور اسی سیرتِ شیخین پر چلنے کو کہتے ہو ۔

ہرگز م باور نمی آید ز روئے اعتقاد
اینہمہ ناگفتن و دین پیغمبر داشتن

پیغمبرؐ تو ایذائے علیؓ اور فاطمہؓ پر کفر کا حکم فرمائیں اور خدا موذیانِ پیغمبرؐ پر اور حق چھپانے والوں پر با اعلان لعنت کرے اور حکم دے اور آپ اس کو خیال میں نہ لائیں۔ دیکھو قرآن کو ایسے قرآن پڑھنے سے کیا حاصل پس ایسوں سے حسنِ ظن رکھنا کفر ہے۔ یا صدیق کہنا۔ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو جو سچا جانتا ہو اس میں خوب تحقیق کر کے ہماری تسکین کر دے ؟

جوابِ[1] سوال سوم

حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ اور مسئلۂ فدک کی تحقیق

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی میراث کو کہ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے فدک وغیرہ تھا، حضرت ابوبکرؓ سے طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَانُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ پڑھ کر سنائی (ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاؑ کے کسی کو وارث نہیں کرتے، جو کچھ ہم چھوڑ مرتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ ترکہ حضرتؐ کا درحقیقت ملک حضرتؐ کی نہیں تھا اب میں اس ترکہ میں جس طرح حضرتؐ تصرف فرماتے تھے اسی طرح خرچ کروں گا، اور واللہ قرابتِ رسول اللہؐ مجھ کو اپنی قرابت سے مقدم و عزیز تر ہے۔ حضرت فاطمہؓ اس بات کو سن کر ساکت ہوگئیں اور پھر اس باب میں نہیں بولیں۔

یہ حقیقت تھی اس واقعہ کی، اس میں شیعہ بمقتضائے اپنی جبلت کے طعن کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے فاطمہؓ پر ظلم کیا کہ حق ان کا جو شرع سے اُن کو ملتا تھا وہ غصب کر لیا اور ایک حدیث اپنی طرف سے بنا کر حکم حق تعالیٰ کو منسوخ کر دیا۔ حق تعالیٰ قرآن شریف میں اولاد کو وارث کرتا ہے اوّل تو یہ خبر موضوع ہے۔ اور اگر سلمنا۔ خبر واحد ہے۔ ناسخ قرآن شریف

---

[1] از حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ (ناشر)

کی نہیں ہوسکتی۔

جواب اس کا ہمارے علمائے نے بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے خصوصاً مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ہدیۃ الشیعہ میں کہ اردو زبان میں ہے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔

فدک فئی تھا اور فئی کا حکم مختصر یہ ہے کہ فدک وغیرہ جائداد ملکِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں تھی، بلکہ وہ بیت المال تھا حضرتؐ بقدر حاجت اس میں سے لے کر اپنے صرف میں لاتے تھے اور آیۂ سورۂ حشر۔

مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَ الْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

(ترجمہ) "جو کچھ کہ فئی کیا اللہ نے اپنے رسولؐ پر سو وہ اللہ کا ہے اور رسولؐ کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا اور مسکینوں کا، تاکہ نہ ہو جاوے برتاؤ دولتمندوں کا۔"

دلیل ہے اس پر کیونکہ جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان کیا مصرف بیان کیا ہے کہ اس کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ اگر ملک ان لوگوں کی ہوتی، تو حضرتؐ ان پر تقسیم (زمین کو) کر دیتے، اور آپ نے نہیں کی تو حضرتؐ بھی مثل ابوبکرؓ غاصبِ حقوقِ مسلمین ہو جاویں (معاذ اللہ) اور بھی مستحق بے نہایت ہیں۔ ان کا حصہ مشخص ہونا محال۔ سو بہرحال یہ معنی استحقاق و نفع ہے کہ اس کا محصول بیت المال میں رہے، اور ان مستحقوں پر صرف کیا جاوے جیسا دستور (بیت المال) کا ہے سو جب ملک ہی آپ کی اُن اشیاء میں نہ تھی پھر میراث کیونکر جاری ہو، اس تحقیق میں طول بہت ہے مگر مختصراً فہم عوام کے لیے لکھا گیا۔

آیۂ میراث کی مخاطب امت ہے رسول نہیں اور اگر تسلیم کیا ہم نے کہ ملک ہی حضرتؐ کی تھی اور بخاطرِ شیعہ اپنا یہ مسئلہ ہم نے چھوڑا تو بھی مسلم کہ آیۂ یُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ جس میں مسائل میراث مذکور ہیں۔ حق تعالیٰ نے بزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امت کو خطاب کیا ہے

اس میں ذات پاک حضرتؐ کی داخل نہیں۔ دیکھو کہ اوّل شروع سورۃ میں حق تعالٰے نے ایسے ہی احکام ارشاد فرمائے ہیں جو خاص امت کے حق میں ہیں، اور حضرت رسالت مآب کہ اُن میں داخل نہیں فرمایا کہ دو یتیموں کو ان کے مال، اور مت لو بجلا ان کو اپنے بُرے کے بدلے، اور مت کھاجاؤ مال ان کا اپنے مال میں ملاکر، اور اگر خوف ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تم یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دو دو سے چار تک) اور سوائے اس کے سب احکام کو دیکھو، پھر منع کرنا یتیموں کا مال کھانے سے، اور چار سے زیادہ نکاح کرنے سے اور دیگر سب اُمور حضرت رسالت مآبؐ کے حق میں صحیح نہیں ہوسکتے کیونکہ حضرتؐ کو چار سے بھی زیادہ نکاح درست تھے۔ ایسا ہی حکم وصیت میراث ہے کہ آپؐ کے حق میں یہ حکم نہیں، یا یں وجہ کہ آپؐ کی کچھ ملک ہی نہ تھی جس کو ہم نے بخاطر شیعہ تسلیم کرکے چھوڑ دیا۔

یا بایں وجہ کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں وَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسالہ "آب حیات" میں بِمَا لَا مَزِيْدَ عَلَيْهِ ثابت کیا ہے۔

اور کچھ نہ سہی مگر یہ حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ بہت صحابہ سے منقول ہے اور خود حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ سُنی تھی اور جو حدیث رسولؐ کی زبان سے سُنی جاوے سننے والے کے حق میں مثلِ قرآن قطعیت میں ہوتی ہے۔ جب ابوبکرؓ نے خود سنا تو اُن کے نزدیک یہ حدیث مثل قرآن تھی اس حدیث سے قرآن شریف کی آیۃ کی تخصیص کرنا ضروری ہے۔ اس میں شیعہ کو بھی اپنے اصول کے موافق بجز تسلیم چارہ نہیں ہے۔

اور ہم لوگ اُمتی اوّل تو اس حدیث کو مشہور کہتے ہیں، اور بہت سے راوی اس کے طبقہ اولیٰ میں موجود ہیں ازانجملہ علیؓ بھی ہیں چنانچہ کتب اہل سنت میں موجود ہے اور پھر دوسرے طبقات میں بھی بہت بہت راوی ہیں تو حدیث ہمارے حق میں مشہور ہوئی ہم کو بھی تخصیص آیہ اس خبر سے روا ہے

اور اگر مانا کہ خبر واحد ہی ہے تو ہم کب کہتے ہیں کہ آیۃ عام و مطلق ہے بلکہ مخصوص ہے کہ قطعیات سے وراثت کافر کی اور غلام کی اور مہاجر دار کی اور قاتل کی اس عام سے تخصیص ہو چکی ہے پھر مخصوص البعض کی تخصیص خبر واحد سے روا ہے ۔

ہم نے مانا کہ مخصوص بھی نہیں مگر مجمل ہے ۔ حضرت رسالت مآبؐ کا اس حکم میں داخل ہونا مشتبہ ہوا بسبب احکام مخصوصہ سابق کے اس خبر سے بیان ہو گیا کہ آپؐ داخل اس حکم میں نہیں اور بیان مجمل خبر واحد سے باتفاق روا ہے ۔

حدیث مذکورہ کو موضوع کہنا سفاہت ہے باقی شیعہ کا اس خبر کو موضوع بتانا سو کمال سفاہت ہے کیونکہ خود آپ کی معتبر کتاب کافی کلینی میں امام جعفر صادق رضؓ فرماتے ہیں :

اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِيْثَ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِّنْهَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ ۔

(ترجمہ " البتہ علماء وارث انبیاء کے ہیں اور یہ اس واسطے کہ انبیاء نے وارث نہیں کیا کسی کو درم و دینار کا ۔ اور جز این نیست کہ وارث کیا انھوں نے احادیث کا (اپنی حدیثوں میں سے) سو جس نے لیا کچھ اس سے ، البتہ لیا اس نے بہت حصہ کامل ۔"

سبحان اللہ ! امام جعفر رضؓ اول انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درم و دینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درم دینار کا وارث نہیں کرتے زمین کا وارث کیوں کر کر سکیں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی توریث فقط علم کی ہے پھر جب توریث انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین و جائداد کیوں کر میراث میں آ گئی ؟

وراثت انبیاء کا مفہوم اور جہاں کہیں انبیاء کے بیان میں لفظ وراثت کا آیا ہے وہاں علم ہی مراد ہے خواہ قرآن میں خواہ حدیث میں سو اب دیکھو کہ اس حدیث کلینی میں اور حدیث اہل سنت میں کچھ تفاوت معانی کا نہیں ، محض لفظ مختلف ہیں سو شیعہ نے بعض اصحابؓ میں اپنی حدیث کو صحیح کر

پسِ پشت ڈال دیا۔ اعتراض تو کیا مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لی، اور قولِ ائمہ شیعہ کے نزدیک قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہے، سو انصاف درکار ہے کہ اس جواب میں ابوبکر رضؓ کی کیا تقصیر تھی؟ اور قرآن کے خلاف ابوبکر رضؓ نے کب کیا ہے تاکہ وہ محلِ طعن ہوں۔

سیدہؓ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا عیب نہیں

اگر شیعہ کہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ مسئلہ عدم جریان میراث (ترکہ رسول اللہؐ میں) کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک تو کچھ حرج نہیں جو بعضے مسئلے معلوم نہ ہوں۔ مگر شیعہ کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ حضرت علیؓ سے بعضے مسئلے پوچھے گئے، فرمایا میں نہیں جانتا۔ سو جب علیؓ عالم ماکان و مایکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے، تو حضرت فاطمہؓ کو بھی نہ معلوم نہ ہو تو کیا حرج ہے اور نہج البلاغۃ میں ہے کہ حضرت امیر رضؓ فرمایا کرتے تھے لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست افوق ان اخطی ولا آمن ذٰلک من فعلی۔ سو جب خود حضرت امیرؓ خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمہؓ سے بھی اگر خطا (طلب فدک میں) ہوگئی تو کیا تعجب ہوگیا۔

بہرحال اس قصہ میں شیعوں کے اپنے سوء عقیدہ کی ترویج کے لیے اکاذیب اختراع کیے ہیں، اور ان کے مکائد میں داخل ہے کہ جو کتاب غیر مشہور اہل سنت کی دیکھتے ہیں اس کی طرف اپنی موضوع روایت نسبت کر دیتے ہیں تاکہ اہل سنت کو تردد پیدا ہو جائے تو سائل بھی اس سوال میں اس اپنے بزرگوں کے طریقہ اتباع میں فرماتے ہیں کہ صاحب جامع الاصول نے خطبہ حضرت فاطمہؓ نقل کیا ہے۔ معاذ اللہ! یہ قصہ واہی تباہی صاحب جامع کی طرف لگانا شوخی چشم ہے۔

کتب لغت سے لغت پر استدلال ہوگا نہ کہ دیگر امور پر

کیونکہ نہایہ ابن اثیر وغیرہ کتب لغت حدیث میں التزام فقط تصحیح الفاظ حدیث اور شرح معانی اور مراد حدیث کا ہے خواہ وہ حدیث صحیح ہو یا ضعیف و موضوع اور ہرگز التزام تنقید و تعدیل روایات کا نہیں۔ لہٰذا الفاظ روایاتِ موضوع و مفتری کے بھی لکھ دیتے ہیں اور تصریح وضعیتِ حدیث نہیں کرتے کہ ان کو اس سے بحث نہیں، کیونکہ وہ دوسرا فن ہے، اور اس کی دیگر کتب میں مثلاً "زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا" موضوع

حدیث ہے، اور غریب کے مادے میں مذکور۔ اور کچھ تعرض وبحث وضعیت اس حدیث سے نہیں کیا
ایسا ہی اور بہت لغات میں واقع ہے۔ اگر فہم وعقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے۔ علی ہذا لغت لکھ کر
کو اور اس کے معانی اور محل کو بیان کیا اور تعرض بطلانِ روایت کا نہیں کیا تو پھر اس سے تصحیح
روایت مؤلف کے ذمہ لگانی کس قدر حماقت ہے البتہ اگر تعدیل اس روایت کا کہیں آپ نشان
دیتے تو منہ سامنے کر کے بولنا تھا۔ ورنہ فقط لفظ کے نقل کرنے سے توثیق ہو جانی محض خیال
خام جہلا رہے۔ اہلِ علم تو ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

غیر موضوع لہ پر استدلال کے مفاسد اب ہم کو اندیشہ ہے کہ علمار شیعہ نے جو کتب لغت یا
تفسیروں میں معانی لفظِ خمر و زنا و ربوا کے مثلاً لکھے ہیں اور فقرہ وَهُوَ حَرَامٌ کا نہیں لکھا تو آپ
جیسے صاحبِ حوصلہ، ذی شعور بے شک ان اشیار کو حلال سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ دوسری روایات
وکتب کی تحریم کا تو آپ کے نزدیک کچھ اعتبار ہی نہیں۔ معاذ اللہ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اور شیخ ابن الحدید معتزلی نے اگر کچھ نقل کیا، تو سنگِ زرد برادرِ شغال ہم پر کیا حجت ہے
جوہری نے کوئی معنی نقل کر کے حوالہ دے دیا ہوگا کہ فلاں عبارت میں یہ لفظ بایں معنی آیا ہے
غرض اہلِ لغت اگر کوئی نقل کر دے تو تصدیق اور صحت اس کی ہو جانی آپ ہی کا فہم ہے شرح
ملا میں شارح نے (بیچ مسئلہ جواز دخولِ ما مصدریہ کے جملہ اسمیہ پر) رضی سے نہج البلاغہ کا یہ
فقرہ نقل کیا ہے بقوا فی الدنیا ما الدنیا باقیۃ پس تو یہ معنی ہو گئے کہ مولوی جامی نہج البلاغۃ
کو تصدیق کر کے مؤمن ہو گئے۔

سیدہ اور صدیق کا کوئی خطبہ ہجو کتب اہلِ سنت میں نہیں ہے الغرض یہ قصہ حضرت زہرار کا نساءِ بنی ہاشم کو جمع کرنا اور خطبہ
ہجو خلیفہ کا پڑھنا، اور خلیفۂ اول کا خطبہ دربابِ مذمت حضرت
امیر رض کا پڑھنا محض افترار ہے۔ اہلِ سنت کی کسی کتاب میں اس کی کچھ اصل وپتہ ونشان نہیں ہے

الامان، یہ شیعوں کا کیسا آنکھ بند کر کے طوفان بکتا ہے۔ کہ نہ خدا سے شرمادیں اور نہ رسول اہلبیت عترت سے کچھ باک کریں۔ ان کی اہانت پر کس طرح جرأت کرتے ہیں، اور کیوں کر خلاف ان کے اقوال کے اعتقاد کر لیتے ہیں، اور مکذب ان کے بنتے ہیں۔ اہل سنت کی کتابوں میں دیکھو کر مدائح شیخین رضہ کی بزبان امیر المومنین حضرت علی رضہ موجود ہیں۔ اور مدائح حضرت امیر رضہ کے شیخین رضہ کی زبان سے مسطور۔ اور ایسا ہی مدائح اور مدارج حضرت فاطمہ رضہ کے۔ پھر اہل سنت کی طرف ایسے واہی طوفان اٹھانا کمال بے حیائی ہے اور اہل سنت کی کتابیں کچھ مخفی نہیں۔ جس کا دل چاہے مدائح حضرت امیر رضہ و حضرت زہرا رضہ دیکھے کہ کس قدر لکھے ہوئے ہیں۔ ہم کو حاجت تحریر ان کی اس رسالہ میں نہیں۔ اگر نقل بھی کریں تو شیعہ کب مانتے ہیں۔ مگر اہل عقل کو فہم درکار ہے کہ درصورتیکہ یہ لوگ حضرات عترت کے ایسے محب و معتقد ہوں تو ایسی حرکت ان سے واقع ہونی کب قرین قیاس ہے۔

فضل صدیق رضہ اور امام جعفر رضہ مگر اب کتب شیعہ کی معتبرات کو دیکھو۔ کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ میں تحریر ہے:۔

سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ حِلْیَۃِ السَّیْفِ ہَلْ یَجُوْزُ؟ فَقَالَ نَعَمْ۔ قَدْ حَلّٰی اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ سَیْفَہٗ بِالْفِضَّۃِ فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ ھٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَکَانِہٖ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ، نَعَمْ الصِّدِّیْقُ، نَعَمْ الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَہُ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

(ترجمہ) پوچھے گئے امام ابو جعفر علیہ السلام حلیہ سیف کے کہ آیا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ہاں جائز ہے، البتہ محلّی کیا ابوبکر صدیق رضہ نے اپنی تلوار کو چاندی سے۔ بولا راوی کیا تم بھی صدیق کہتے ہو ابوبکر رضہ کو؟ پس اچھل پڑے اپنی جگہ سے۔ فرمایا ہاں صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں پس جو کوئی نہ کہے ان کو صدیق تو نہ سچا کیجیو حق تعالیٰ اس کے قول کو دنیا اور آخرت میں"

سبحان اللہ! اس میں سے یہ بھی نکالا کہ جو آپ کو صدیق نہیں کہتے اُن پر حضرت امام ابو جعفر نے بد دعاء کی ہے اور مقبولِ بارگاہ کی بد دعاء کا اثر اب موجود ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے جھوٹ بولنا اور جھوٹ بول کر دھوکا دینا کس کا شعار ہے۔ خیر اب دیکھو! تقریر طویل لاحاصل لا طائل کس پر الٹی اور شیعوں پر اس آیۃ امام معصوم نے روندا ڈال دیا یا نہیں؟ اب سائل کے کلماتِ ناشائستہ کا جواب لکھنا کیا ضروری ہے؟ مگر ہزار حیف کہ یہ متشیعین (محبت و اتباعِ ائمہ کے) کیونکر نصوصِ ائمہ کو غلط سمجھ گئے۔ کیا اس کا ہی نام محبت ہے؟ معاذ اللہ۔ مآل کار سنو! کہ کتب شیعہ میں کیا لکھا ہے، کتب اہل سنت میں تو سب کچھ موجود ہے مگر شیعہ کب تسلیم کریں گے۔

سیدہ صدیق سے ناراض ہو کر فوت نہیں ہوئیں

معارج السالکین میں کہ کتاب معتبر شیعہ کی ہے لکھا ہے:۔

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمَّا رَاٰی فَاطِمَۃَ اِنْقَبَضَتْ عَنْہُ وَھَجَرَتْ وَلَمْ تَتَکَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ اَمْرِ فَدَکَ کَبُرَ ذٰلِکَ عِنْدَہٗ فَاَرَادَ اِسْتِرْضَاءَھَا فَاَتَاھَا۔ فَقَالَ لَھَا صَدَقْتِ یَا ابْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْمَا ادَّعَیْتِ وَلٰکِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُھَا فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ بَعْدَ اَنْ یُّؤْتِیَ مِنْھَا قُوْتَکُمْ وَالصَّانِعِیْنَ بِھَا۔ فَقَالَتْ اِفْعَلْ کَمَا کَانَ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَفْعَلُ فِیْھَا۔ فَقَالَ فَلَکِ اللّٰہُ عَلٰی اَنْ اَفْعَلَ فِیْھَا مَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْکِ۔ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ ذٰلِکَ۔ فَقَالَتْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَرَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُعْطِیْھِمْ قُوْتَھُمْ وَیَقْسِمُ الْبَاقِیْ فَیُعْطِی الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ۔

(ترجمہ) "البتہ ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ فاطمہؓ منقبض ہو گئیں (ابوبکرؓ سے) اور ترک کر دیا اور نہ کلام کیا بعد اس واقعہ کے (امر فدک میں) بھاری گزری ابوبکرؓ کے نزدیک یہ بات پس ارادہ کیا راضی کرنے فاطمہؓ کا پس آیا فاطمہؓ کے پاس۔ پس کہا سچ کہا تو نے اے بنت رسول اللہ! اپنے دعویٰ میں مگر میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تقسیم کرتے

تھے اس کو اور دیتے تھے فقرا کو، مساکین کو اور مسافروں کو بعد دینے قوت تمہاری
کی اور قوت کارگزاروں کی، پس کہا فاطمہؓ نے کر تو بھی کیا کرو جیسا کہ میرے باپ رسول اللہ
کیا کرتے تھے۔ کہا ابوبکرؓ نے تمہارے لیے اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ میں کروں اس میں وہی عمل
جو کرتے تھے رسول اللہ تمہارے باپ اس میں کہا فاطمہؓ نے واللہ یونہی کرو گے؟ پھر کہا ابوبکرؓ
نے واللہ کروں گا یونہی پس کہا فاطمہؓ نے الٰہی تو گواہ رہیو اس کا پس راضی ہو گئیں اس
پہ فاطمہؓ اور لیا عہد اس بات کا۔ پس تھے ابوبکرؓ دیتے قوت ان کی، پھر تقسیم کر
دیتے باقی کو۔ سو دیتے فقرا و مساکین وابن السبیل کو۔"

اب اس روایت سے رضامندی حضرت فاطمہؓ کی جب واضح ہو گئی تو قول سائل کا لغو ہو
گیا۔ کچھ بھی معنی اس کے نہیں ہو سکتے ہیں۔ عجب ہے کہ آدمی آنکھ بند کر کے ایسی بات کہہ دے
اور اپنی کتابوں کو بھی نہ دیکھے۔ معاذ اللہ اس تعصب کا کیا علاج۔

اور ابوبکرؓ بہتان شیعہ سے کیسے بری ہیں۔ سبحان اللہ! اور ذرا انصاف درکار ہے کہ اگر
صدیق اکبرؓ ایسا ظلم کرتے تو حضرت امیرؓ ان کے ساتھ کیوں کر شیر و شکر کی طرح ہم پیالہ ہم نوالہ
بنے رہتے، اور بحکم الٰہی اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً کہیں نہ نکل جاتے، اور کیونکر ساری
عمر کفر کے لباس میں بسر کرتے اور حسنینؓ اور حضرت امیرؓ کیسے اپنی بہن بیٹی کا ظالم سے
نکاح کر دیتے یارو! ذرا انصاف کرو، کہ اسد کو ایسا نامرد بنایا۔ وہ زور و بل کس دن کے
لیے تھا۔ بہن بیٹی چھیننے کی غیرت نہ ہو اور دین و ایمان سب ہاتھ سے جانے کی پروا نہ ہے
توبہ، توبہ۔ استغفر اللہ بہرحال ظاہر ہو گیا کہ حضرت فاطمہؓ ابوبکرؓ سے غضبناک نہیں
گئیں جو کچھ رنج باقتضائے بشریت تھا رفع ہو گیا۔ ایسے رنجوں سے شان خلیفہ میں کچھ بھی
نقصان نہیں آیا۔

حضرت فاطمہؓ اور امام میں بھی شکر رنجی ہوتی تھی،

حضرت امیرؓ اور حضرت زہراؓ کی شکر رنجی باہمی ہو جاتی تھی، یہ
واقعات کچھ شیعہ پر مخفی نہیں۔ پھر دونوں معصوموں میں کون ظالم

تھا، اور رنج دہی حضرت زہراؓ سے حضرت امیرؓ کا کیا حال ہوا تھا شیعہ کو ایسے مطاعن کرنے اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ شیعہ اس مسئلہ میں خود متردد ہیں۔ اوّل میراث کا دعویٰ کیا، جب جواب دنداں شکن سنا ہبہ کا دعویٰ کیا، جب جواب پایا کہ شیعہ مذہب میں (ہبہ تا شرا) بدوں قبض معتبر نہیں ہوتا اور قبضہ حضرت فاطمہؓ کا کبھی فدک وغیرہ پر ثابت نہیں ہوا تاچار وصیت کا دعویٰ کیا۔ اور خود یقین ہے کہ وصیت اخت میراث ہے جب میراث اس میں نہیں ہوسکتی وصیت بھی نہیں ہوسکتی۔

غرض کتب شیعہ میں ایسی ہی روایات متعارضہ ہر باب میں موجود ہیں، جب کہ اُن کو علمائے اہل سنت کی طرف سے ایسے ایسے جوابات اپنی کتابوں سے معلوم ہوئے تو آنکھیں چار ہوگئیں، لہٰذا حتی الامکان ہرگز اپنی کتب مذہب کو ظاہر نہیں کرتے۔ اصول مذہب ہنود و مجوس تک کی کتابیں چھپ گئیں مگر اس مذہب کی ایک کتاب نہ چھپی (باوجود اس قدرت و ثروت کے) بہرحال اس قوم کو باوجودیکہ اپنے معائب مذہبی پر اطلاع ہوتی مگر اپنی سُوءِ عقیدت سے باز نہیں آتے۔

فدک اور حضرت علیؓ اور امام باقرؒ خیر، ان سب سے درگذر کرکے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ اقوال تمہارے صادق ہیں تو حضرت امیرؓ نے اپنی خلافت میں یہ ترکہ اولادِ فاطمہؓ و عباسؓ کو کیوں نہیں دیا؟ آیا حضرت امیرؓ بھی غاصب ہی تھے؟ اور عمر بن عبد العزیزؒ نے جب امام باقرؒ کے حوالے فدک کردیا، انھوں نے اپنے پاس رکھا، کیوں علیٰ فرائض اللہ تقسیم نہ کیا آیا یہ بھی ظالم ہی تھے؟ معاذ اللہ

سیدہؓ کی تدفین اب باوجودیکہ حضرت زہراؓ رنجیدہ (خلیفہ سے) نہیں مریں، پھر خفیہ دفن کرنا ان کو اس سبب سے تھا کہ حضرت فاطمہؓ بسبب کمال اپنے تستر و حیا کے شرم کرتی تھیں، اس سے کہ میرا جنازہ مردوں کی نظر سے گذرے گا کہ اس زمانہ میں نعش جنازے پر نہیں ہوتی تھی، لہٰذا حضرت اسماءؓ کو وصیت کی تھی کہ تم اور حضرت علیؓ مجھ کو غسل دے کر خفیہ دفن کر دیجیو

اور بالفرض اگر کوئی اور وجہ بھی تھی مگر جب وہ ناخوش نہیں رہی تھیں تو پھر اس کا طعن حضرت ابو بکر رضؓ پر کیا ہے!

ب یہ طعن کہ اہلِ مدینہ کو خبر قبر حضرت فاطمہ رضؓ کی معلوم نہیں، بالکل مہمل ہے کیوں کہ (اوّل تو) قبر ان کی بقیع میں ہے، سب کو معلوم ہے اور اگر بھلا ترددِ اہلِ مدینہ کو ہے تو اس میں ابو بکر رضؓ پر کیا طعن ہے! مگر شیعہ مدعیانِ محبت سے پوچھنا چاہیئے کہ آپ فرمائیں کہ قبرِ حضرت زہرا رضؓ کہاں ہے، آپ کو بھی کچھ معلوم ہے!

سیّدہ کی قبر بقیع میں ہے

الغرض اے مسلمانو! ذرا انصاف کرو، اس خرافات پر تو کوئی کافر بھی تاب نہ لائے کہ اسلام کا دعویٰ کریں اور قرآن و عترت کو رد کریں اور اپنی نفسانیت سے مقبولانِ الٰہی کو کافر و مرتد ٹھہرادیں کیا اسی کا نام اسلام اور سیرتِ ثقلین پر چلنا ہے؟ ؎

ہرگز م باور تی آید بروئے اعتقاد

ایں ہمہ ہا کردن و دین پیمبر داشتن

پیغمبر تو مخالفین ثقلین پر لعنت کریں، اور حق چھپانے والوں پر نفریں بھیجیں اور شیعہ کچھ خیال نہ کریں۔ اس قرآن خوانی سے سوائے لعنت کے کیا حاصل ہو۔ رُبَّ قَالٍ لِلقُرْاٰنِ اَلقُرْاٰنُ یَلعَنُہٗ۔ اور امام محمد باقر رحؒ جو صدیق رضؓ کو صدیق نہ کہے اس کو بددعا فرمادیں اور تم ان کو کافر کہو؟ آیا تم اب کافر ہو یا نہیں؟ جو خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کو سچا جانے اس بات میں ہماری تسلی کر دے، تعجب ہے کہ تم ایسی واضحات بیّنات کو دیکھ کر عبرت نہیں پکڑتے اور ائمہ کو کاذب جانتے ہو، اور تقیہ کے نام سے ان کو سب کچھ بنا لیتے ہو۔ وَاللّٰہُ الْعَادِیْ

سوال[1] چہارم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت خاتمؐ تک کوئی نبی یا اس کا خلیفہ بغیر تقررِ خدا ہوا ہو تو ہمیں بتائیے، بلکہ جس نبی اور رسول کو خدا نے بھیجا تو اُمت نے اس سے معجزے طلب کیے، اس پر بھی قلیل ایمان لائے، ان میں بھی خالص کم اور منافق زیادہ جو کہ کسی مصلحتِ دنیا سے ایمان لائے۔ دُور کیوں جاؤ اسی امت کا حال دیکھو کہ جناب رسولِ خداؐ کے کیسے معجزے دیکھے، اس پر ایمان نہ لائے۔ تا آنکہ یہ ارادہ کیا کہ منزل عقبہ میں پیغمبر خداؐ کو شہید کر ڈالیں، تفسیر کشاف اور استیعاب میں دیکھو، اور صحیح بخاری میں دیکھو کہ کون کون منافق تھا، ان میں سے کوئی صاحب بھی ان معجزاتِ باہرہ پر ایمان نہ لائے اور نبوت کا یقین نہ کیا سب جانتے ہو، ان کے بیان میں طول ہے مشکوٰۃ شریف کو ملاحظہ کرو حضرت فاروقؓ کا حال کیا لکھا ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ سن شریف تو بت پرستی ہی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کلمۂ اسلام بھی کتنے معجزات دیکھ کر پڑھا، اور کتنے معجزے حضرتؐ کی خدمت میں رہ کر دیکھے، پھر بھی جب آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں کفار سے صلح کی تو اس وقت بطون ان کا چھپ نہ سکا آخر کھل ہی پڑے اور بولے کہ مجھے ایسا شک نبوت میں کبھی نہ ہوا تھا جیسا آج ہوا۔ دیکھو معجزات کے مشاہدہ پر تو ان کا یہ حال تھا، اب یہاں کوئی بتاؤ کہ اجماع کونسی کتاب کے حکم پر ہوا کہ صاحب کی نبوت ہی میں شک تھا اور حضرت ابوبکرؓ میں کونسا معجزہ سب پیغمبروں سے کامل دیکھا کہ ان پر ایمان لائے، اور اب حضرات اہلِ سنت سے کہ تسے معجزات اور دلائل اور

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

برا ایں پر چند جہلا کی خلافتِ اجماعی کو قبول کیا کہ جس کے رئیس ابو بکر باقی مباتی ہے کو نبوت میں شک تھا۔ اور خلافتِ اجماعی پر کیوں کر اعتقاد قائم ہوا، باوجودیکہ وہ عترتِ پیغمبر صاحبِ فضل بھی موجود تھے جس کی اطاعت کو حکم خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم خاص و عام ہو چکا تھا۔ وہ لوگ صاحب اولوالامر چاہتے تھے یا خواہش نفس کی، یہ سراسر مخالفت خدا اور رسول کی ہے، اسی کا نام اسلام ہے؛ بیمان اللہ ایسوں کی اطاعت خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے یا اولوالامر کی کچھ تو الیتہ ہوا کی ان سے منہ موڑو۔

خود تو کرو، کہ کیا اہلِ اجماع کا مرتبہ انبیاء سے بھی بڑھا ہوا ہے؟ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے حکم خدا حضرت ہارونؑ کو خلیفہ نہ کر سکے۔ اپنی کتابوں کو تو دیکھو ثعلبی وغیرہ علماءِ اہلِ سنت روایت کرتے ہیں، اس کے بیان میں طول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام نے انگوٹھی سائل کو رکوع میں دی تو حضرت پیغمبرؐ نے بھی دعا کی مثل حضرت موسیٰؑ کے۔ اور یہ عرض کی وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ عَلِيًّا یعنی "گردان میرا وزیر علی کو" خدا نے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ نازل کیا۔

یا روزِ غدیر کے بعد جب سب لوگ اقرار و عہد کر چکے ولایت جناب امیر کی تو ایک منافق پر کہ ظاہرا سے حاکم ہونا حضرتؑ کا ناگوار ہوا آسمان سے پتھر گرا تفسیر ثعلبی میں دیکھ لو۔ پس اخطب خوارزم نے لکھا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا کہ علی کو سب لوگ امیر المومنین کہا کریں کوئی نام نہ لے تب آنحضرتؐ نے حکم دیا، اور اپنی طرف سے حکم نہ دیا۔ دیکھو قرآن میں کہ ملائکہ کی رائے بابت آدم ملائکہ میں قبول نہ ہوئی کیا اہلِ اجماع کی رائے سب پر بلند تھی؟ حالانکہ بعضے اپنے ایمان کا حال تو حذیفہؓ سے پوچھتے تھے بخاری میں دیکھ لو۔

سبحان اللہ! جو ایسے خود غلط ہوں وہ غیر کو وزیر و خلیفہ بنانے کو بیٹھیں اور امیر المؤمنین بنا دیں اور اولوالامر قرار دیں، یہ تو گویا بت کا خدا قرار دینا ٹھہرا۔ پس جس نے اولوالامر اپنی خواہشِ نفس سے بنایا اس نے دوسرا خدا ہی بنایا، ایسی حالت میں جو لوگ سوائے معبود برحق کے غیروں کو خدا جانتے ہیں اُن پر کفر کا اطلاق اہل سنت کو نہ چاہیے کیا اممِ سابقہ کا حال قرآن میں نہیں پڑھا، پس ان میں اور تم میں کیا فرق ہے اگر تم ان حرکتوں کے ساتھ مسلمان رہے تو وہ کیوں کافر ہوئے کس لیے کہ ان میں اور اس میں دونوں میں بندگی الٰہ ہوا کی ہے۔ اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ خدا نے کس کو فرمایا ہے۔

پس بغیر حکم پیغمبر کسی کو نائب و خلیفہ پیغمبر بنانے اور جاننے والے بندگانِ خدا سے باہر ہیں یا نہیں؟ ہمیں سمجھا دو۔ فقط

جوابِ[1] سوال چہارم

انعقادِ خلافت شوریٰ سے ہوتا ہے منصوص نہیں ہوتا

ماشاء اللہ اس سوال میں آپ نہایت زور شور پر ہیں مگر سلیقہ و تمیز خداداد ہے اصل یہ ہے کہ انبیاء تو خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کے تقرر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کلام ہے۔ البتہ نزاع اس میں ہے کہ بعثتِ رُسل شیعہ کے مذہب میں حق تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے، اور اہل سنت کے نزدیک حق تعالیٰ کے ذمہ پر واجب نہیں۔ جو کچھ خیر بندہ کے واسطے کرے عین احسان بندہ پروری ہے سو اس میں بحث نہیں، لہٰذا ہم کو اس میں کچھ لکھنا بھی ضروری نہیں اور خلفاء و ائمہ کے تقرر میں شیعہ مدعی ہیں کہ وہ منصوص من اللہ ہونا چاہیے، سنت جماعت اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نص ہونی امام کے باب میں ضروری نہیں، تو آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بدوں تقرر خدا تعالیٰ کے کوئی ہوا ہو تو بتاؤ؟ عجب ہے کہ آپ ایسے عالم اپنے مذہب کے ہوکر تجاہلِ عارفانہ کرتے ہو، خیر ہم کو اس سے کیا غرض، آپ کا سوال پورا کرنا چاہیے۔

عقدِ خلافت اور حضرت امام نہج البلاغہ جو آپ کی کتاب قرآن شریف سے بھی زیادہ معتبر ہے اس میں نامہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کہ حضرت معاویہؓ کے نام پر لکھا ہے اور پہلے اس میں سے نقل بھی ہو چکا ہے، اس میں یوں ارشاد ہے ذرا ہوش کرکے سنو:

[1] از حضرت گنگوہی رحمہ اللہ ناشر

اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰهِ رِضًی ۔

(ترجمہ) "بس یوں ہی ہے کہ مشورہ معتبر حق مہاجرین وانصار کا ہے اس وہ اگر جمع ہو جاویں ایک شخص پر لہذ مقرر کر کے امام بنالیں تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا ہے۔"

اب دیکھو کہ خود جناب امیرؓ اپنی ہی امامت کو بالشوریٰ فرماتے ہیں، آپ اپنے ہی گھر کو دیکھو، حضرت کے حال سے کیا استفسار کر کے حاصل کرو گے۔ اگر خلافت حضرت امیرؓ کی اللہ کی طرف سے منصوص ہوتی تو شوریٰ مہاجرین وانصار کی حجت سے حضرت معاویہؓ کو کیوں الزام دیتے؟ بخود نصِ خداوندی یا نص ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے خدا اور رسولؐ کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے یا اجماع کا؟ اور شوریٰ مہاجرین وانصار کو اگر معاویہؓ معتبر جانتے تو تکرار ہی کیوں کرتے؟ باوجود اس کے یہ کہ ان لوگوں کا اجماع معتبر ہے اگرچہ تم معتبر نہ سمجھو۔ تو اب نہیں معلوم کہ آپ اس کلام حضرت امیرؓ کو بھی صادق جانتے ہیں یا یہ بھی کاذب محمول تقیہ پر ہی سمجھ رہے ہیں؟

صاحب منہاج کا انصاف یہاں صاحب منہاج شیعہ نے انصاف کیا اور کہا کہ قولہ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ دلیل صحت مذہب اہل سنت ہے۔ اگر آپ بھی انصاف پر آجاویں تو لائق ہے۔

الحاصل جو نبی ہو احسب مراتب اس کے توابع ہوئے کسی کے قلیل کسی کے کثیر، اور ہمارے سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھو کھا آدمی توابع ہوئے چنانچہ بارہ ہزار کے صحابہ ہونے کی نقل تو آپ کی کتاب ہی ثابت ہے، تو اتنے تو آپ کو بھی واجب التسلیم صحابہ جاننے پڑے۔

منافقین کو صحابہ جانتے تھے اور بعض منافق بھی صحابہ میں ملے رلے تھے ہرچند ان کے نفاق کی خبر صحابہ کو تھی، مگر حکم ظاہر پر تھا اور انجام کار سب تمیز ہو گئے تھے کسی کا حال مخفی نہ رہا تھا

اور جو لوگ تبوک کے غزوہ میں (لیلۃ العقبۃ) بے ادبی کے قصد سے آئے تھے وہ بھی بعض صحابہ کو معلوم تھے اور جو پتہ اُن کی موت کا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی سب نے دیکھا، اور تصدیق ان کی ہو گئی۔ اب تفسیر کشاف جار اللہ معتزلی کی ہم کو دیکھنی یا استیعاب کا دیکھنا کچھ ضروری نہیں۔ اور نہ اس واسطے حاجت بخاری کی ہے۔ سب اہل سنت جانتے ہیں مگر استیعاب و بخاری سے تم نے یہ نہ لکھا کہ کس مقام پر ان کتابوں میں ان منافقوں کے نام درج کئے ہیں؟ تاکہ آپ کا مافی الضمیر معلوم ہوتا۔ ایسے مہمل اشارات سے تو کچھ کام نہیں چلتا۔ چند آدمی اہلِ نفاق جن کا نام ان کتابوں میں ہے عبد اللہ بن اُبی اور ذو الخویصرہ اور جد بن قیس یہ تو سب کے نزدیک منافق ہیں پھر کتاب کا دیکھنا کیا ضرور۔

مگر تم نے اگر اپنے عقیدۂ فاسدہ کے معین کوئی بات اس میں گھڑی ہے تو اس کا اظہار ضرور تھا، تاکہ آپ کو اس کا جواب وافی ملتا۔ مگر بخاری سے کچھ کام نہ چلتا دیکھا، لہٰذا آئیں بائیں دے گئے۔ اپنے نزدیک آپ نے اَن پڑھوں کو دھوکا دیا ہے۔

اتنا ہم بھی کہے دیتے ہیں کہ بخاری سے (مثل قرآن شریف کے اور اقوالِ عترت کے) سب مہاجرین و انصار صحابہ کا صدق و اخلاص مثل آفتاب واضح ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ کے مطالعہ پر حوالہ کرتے ہو، سو جس قدر مضمون بخاری میں ہے وہی مشکوٰۃ میں ہے۔ اگر حوالہ مشکوٰۃ کا بنا بر تصدیق الفاظ موضوعہ (تمہارے) واقعہ حدیبیہ (کے) اور اپنے فساد عقیدہ کے لیے ہے تو کمال خیانت ہے (دور از دیانت) اور اثر اس دعائے امام مقبول کا ہے کہ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ حضرت فاروقؓ کے فضائل مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے زیادہ مذکور ہیں۔

حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل سنو کہ حضرت فاروقؓ سال ششم مسلمان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ الٰہی دین کو قوت دے دے ساتھ ایک کے دو میں سے یا عمرؓ یا ابو جہل مگر چونکہ ابو جہل کی تقدیر میں کفر و نار تھا، اس کو توفیق نہ ہوئی، اور حضرت فاروق رضؓ

کو منصبِ وزارت جناب رسالت مآبؐ کا ملتا تھا وہ مسلمان ہوئے اور آپ کے اسلام کے سبب اسلام ظاہر ہوا، اور آپ ہمیشہ مکہ میں کفار سے مقابلہ کرتے رہے، اور بعد اسلام کے جو کچھ فتوح و معاملات رسامنے حضرتؐ کے اور بعد وفات حضرتؐ کے ہوئے وہ کچھ مخفی نہیں تقریبًا بقدر تیس سال کے آپ نے جہاد اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں سعی فرمائی، بعد بلوغ کے اکثر عمر آپ کی اسلام میں گزری اور تھوڑی جاہلیت میں دیکھو کہ تمہارا یہ مقال کہ سن شریف بت پرستی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کس قدر بے ہودہ ہے۔ اوّلاً جب باخلاص کوئی مسلمان ہو تو ہزار برس کی بت پرستی پر ملامت کرنا حماقت ہے۔ دوسرے یہ آپکا طعن واہی حضرت سلمانؓ پر بہت چسپاں ہے کہ ان کی عمر اکثر مجوسیت اور نصرانیت ہی میں گئی اور تھوڑی اسلام میں۔ حضرت عمرؓ تو قبل چالیس سال کی عمر کے اکوئی تینتیس سال ہی کی عمر میں مسلمان ہوئے، کمال عمر نہیں تھا بلکہ شباب تھا۔ حضرت سلمانؓ کی تو ساری عمر کفر ہی میں گئی۔ اور عمار و مقداد بھی اوّل بُت پرست تھے اور آپ کا عبداللہ بن سبا بانیٔ مذہب یہودی تھا اور حسب عقیدہ آپ کے حضرت امیرؓ کی خدمت میں مسلمان ہوا۔ سو یہ طعن اُلٹا تم پر ہی رجوع کرتا ہے۔

اور روز صلح حدیبیہ کے، حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ ہم حق پر اور کفار باطل پر ہمارے قتیل جنت میں اور ان کے دوزخ میں، تو پھر ایسی دبی صلح کرنی مناسب نہیں معلوم ہوتی ہماری شجاعت وجانبازی دیکھی تو ہوتی، اس صلح پر بار بار عرض کرتے تھے مگر یوں نہیں کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے، یا نہیں ہونے دیں گے۔ باادب عرض کرتے تھے کہ اس میں جنت اہلِ اسلام ہے۔ مگر چونکہ وہ عالم ما یکون نہیں تھے، یہ معلوم نہیں تھا کہ انجام اس کا بہت اچھا ہے۔ جب حضرتؐ نے عرض آپ کی قبول نہ کی تسلیم کر لیا اور یہ لفظ کہ وجیسا شک مجھ کو نبوتِ پیغمبرؐ میں آج ہوا کبھی نہیں ہوا تھا، ہرگز انھوں نے نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب اہلِ سنت میں یہ لفظ ہے۔ معاذ اللہ! یہ جرأت آپ کی؟ اور ایسا افتراء؟ اگر اس ہی لفظ

کے واسطے بخاری و مشکوٰۃ و استیعاب دکھاتے ہو تو بڑی غیرت کی بات ہے حیف ہے کہ کچھ بھی آپ میں بوئے دیانت نہیں ہے۔ فرمائیے کس جا کونسی کتاب میں یہ عبارت ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، ایسا جھوٹ باندھنا۔

حضرت علی رض نے حضورؐ کے فرمانے پر بھی لفظ "رسول" نہ مٹایا

ہاں! جب سہیل بن عمرو نے صلحنامہ کے لکھنے کے وقت کہا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو ہرگز تکرار نہ کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب صلحنامہ جناب امیر رض کو ارشاد فرمایا کہ یہ لفظ مٹا دو حضرت علی رض نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں مٹانے کا آخر حضرتؐ نے خود حضرت علی رض کے ہاتھ سے کاغذ لے کر آپ مٹایا۔ حضرت علی رض عالم ما یکون نے صاف انکار ارشادِ مصطفوی کیا۔ پھر جو کچھ توجیہہ اس فعل حضرتِ امیر رض کی ذہن عالی میں ہو گی وہی توجیہ حضرتِ فاروقؓ کی طرف سے قبول ہو جب معصوم اور عالم ما یکون نے صاف انکار کر دیا تو بیچارے فاروقؓ تو نہ معصوم تھے اور نہ عواقب الامور کے واقف، اُن پر کیوں اتنا غصہ ہے؟ حاصل یہ ہے کہ کتب اہلِ سنت میں تو بجز مدائحِ فاروق کوئی تنقیص کی بات نہیں۔ پھر ایسا وسوسہ عوام کو ڈالنا آپ ہی کا کام ہے۔

فضائل شیخین رض اور حضرتِ علی رض

مگر حضور اپنی کتبِ معتبرہ کو ملاحظہ فرما کر قرۃ العین ہوں شرح نہج البلاغۃ میں مذکور ہے کہ حضرت علی رض نامۂ معاویہؓ میں (بعد ذکر شیخین کے) یوں ارشاد کرتے ہیں:۔

لَعَمْرِیْ اِنَّ مَکَانَھُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَّاِنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔

(ترجمہ "قسم اپنی بقا کی تحقیق مرتبہ ان کا اسلام میں البتہ بڑا ہے اور مصیبت ان کے انتقال کی اسلام میں نقصان شدید ہے۔ اللہ رحم کرے ان کو اور بدلہ دیوے اُن کو بہتر ان کے اعمال سے۔")

نکاح کلثومؓ | اور نکاح کرنا حضرت ام کلثومؓ کا بھی دلیل قاطع ہے اسلام و کمال فاروقی پر

سُئِلَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ تَزْوِیْجِهَا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّهٗ رَاٰهُ اَهْلًا لَهَا مَا کَانَ یُزَوِّجُهَا اِیَّاهُ وَ کَانَتْ اَشْرَفَ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (پوچھے گئے امام محمد باقرؒ نکاح کرنے کلثومؓ سے جواب دیا کہ اگر عمرؓ کو علیؓ اہل و لائق کلثوم نہ جانتے تو ہرگز نکاح نہ کرتے کہ وہ اشرف اور بزرگترین عورتوں میں تھیں) سبحان اللہ آپ کے آئمہ تو یوں مدح حضرت فاروقؓ کی فرمادیں اور آپ کو یہ مالیخولیا۔ تعجب ہے اور بیعت کرنا حضرت امیرؓ و حسنینؓ کا اور شریک مشورہ رہنا خود دلیل افضلیت عمرؓ ہے مگر شیعہ نے بناچاری تقیہ کرکے اپنی نواسے بیچا کو نبھایا اور حضرت امیرؓ و حسنینؓ کو معاذ اللہ بے غیرت و نامرد اور سب کچھ بنا کر اپنی نفسانیت کو پار اُتار دیا۔ نقل مشہور "بیگانی بدشگونی کو اپنی ناک کاٹنی" یہ ہے۔ "دوستی بے خرد خود دشمنی ست"۔

خلافت صدیق اجماع صحابہؓ سے منعقد ہوئی تھی | اب آپ کو افضلیت عمرؓ اور جملہ مہاجرین انصار اپنی کتابوں اور قرآن شریف سے جب معلوم ہو چکی تو سمجھو کہ ان مقبولوں کا اجماع خلافت ابوبکرؓ پر بحکم کتاب اللہ اعظم الثقلین کے اور حدیث رسول اللہ اور عترت رسول اللہ کے منعقد ہوا۔ آیۃ کتاب اللہ یہ ہے :-

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔

(ترجمہ) "جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر راہ سب مومنین کے ہم حوالہ کریں گے اس کو جس کو اس نے لیا اور داخل کریں گے جہنم میں اور بُرے ٹھکانے پہنچا"۔

اجماع کی مخالفت حرام ہے | سب مومنین کی مخالفت کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ یہ اجماع ہی ہے اور احادیث بہت ہیں۔ مگر تم کو ہماری احادیث پر کب یقین ہے لہٰذا ترک کرتا ہوں۔ اور حدیث حضرت علیؓ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ اوپر مذکور ہو چکی۔ اور حضرت امیرؓ بھی اسی اجماع

میں داخل ہو گئے، اگرچہ بعد چھ ماہ کے ہی سہی۔ اجماع میں ایک وقت جمع ہونا شرط نہیں اور عذر توقف اس قدر مدت کا سابق مذکور ہو چکا یہیں معلوم کر یہ قول و فعل حضرت امیرؓ آپ کے نزدیک جہل ضلالت ہے یا علم و ہدایت؟ بلیس اور کیا سائل کے کلام جہنم انجام کا جواب لکھا جا دے؟

اصحاب ثلثہ کی خلافتِ اجماعی نہ ماننے کے مفاسد

اور عذر شیعہ کہ حضرت امیرؓ کے گلو میں رسن بستہ کھینچ لاکر بیعت کرا دی اول تو وہی فضیحت اس قول نامعقول پر وارد ہے جو پہلے عرض ہو چکی، اور دوسرے یہ کہ حضرت عمرؓ کے وقت جو حضرت امیرؓ نے اول وہلہ میں بیعت کر لی جب کونسی زنجیر معاذ اللہ آپ کی گردن میں باندھی گئی تھی؟ اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے ساتھ خلافتِ ابوبکرؓ میں تو چھ ماہ ہمت بھی باندھی، ان اوقات میں اتنا بھی نہ ہو سکا۔ حق تعالیٰ ایسے مجنون دشمنوں کو شرما دے۔

الحاصل جب یہ اجتماع خلافت ابوبکرؓ کا حسب ارشاد حضرت علیؓ و تصدیق فعل حضرت امیرؓ حق و موافق حکم کتاب اللہ ہوا تو بیچارے سنت جماعت کیوں اس اجماع پر ایمان نہ لاویں؟ ہم تو ظاہر و باطن محبِ علیؓ ہیں نہ مثلِ روافض، اب کہو کہ تم کس کو جاہل قرار دیتے ہو؟ "اپنے منہ پر طمانچہ مارو"۔ معاذ اللہ اگر وہ جاہل تھے تو ان میں ایک جاہل علیؓ بھی تھے، اگر عمرؓ کو شک فی النبوت تھا، تو کلثومؓ کا شاک سے نکاح کیوں کر دیا تھا؟ اور اگر عترت کے واسطے حکم خلافت خدا تعالیٰ و رسول ﷺ کی طرف سے صادر ہوا تھا اس ہی عترت نے کیوں بیعت کر لی تھی؟ مخالفت خدا تعالیٰ و رسول ﷺ کی تھی۔ زیادہ تمہاری خرافات کا جواب کچھ ضروری نہیں، روزِ جزا اپنے کردار کو پاؤ گے۔ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرنا بھی محض جہالت ہے۔ انبیاء میں کلام نہیں، اور باب امامت میں قول حضرت امیرؓ کا ہم پیش کر چکے ہیں اور ثعلبی ہرگز اہلِ سنت کے نزدیک معتبر نہیں، اس کی روایت اکثر روافض سے منقول ہیں۔

نہج البلاغہ کو تو چھوڑو اور ثعلبی کے قول پر اعتماد کرو۔ حیف بریں محبت عترت

آیہ انما ولیکم بشرط تسلیم بھی مثبت خلافت بلافصل نہیں | اور آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الآیۃ

میں کلام طویل ہے۔ اگر تسلیم کریں کہ خلافت حضرت امیرؓ میں نازل ہوئی تو خلافت بلا فصل کہاں سے نکلتی ہے؟ اُن کے وقت میں خلافتِ حقہ حضرت علیؓ پر ہی حصر تھی۔

آیۃ میں اگر حصر مطلق ہو تو حضرت علیؓ کے بعد کوئی امام نہیں ہو سکتا

اور شیعہ جو حصرِ مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو لازم ہے کہ حضرت امیرؓ کے بعد بھی کوئی امام حق نہ ہو سکے، کیونکہ جب حصر حقیقی ہوا تو اوّل اور آخر یکساں ہوگا یہ عقل و بکار ہے۔ ایسی ہی روایت پتھر گرنے کی واہی موضوع ہے اور اخطب خوارزم زیدی غالی کذاب ہے۔ اس کی روایت لکھنی بھی (الزام اہل سنت میں) جہالت ہے۔

حدیثِ غدیر مثبتِ خلافت نہیں

اور روزِ غدیر حضرتؐ کا یہ ارشاد کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ، اہلِ سنت کے بسر و چشم معتبر و مقبول، چنانچہ مبارکباد دینا حضرت عمرؓ کا حضرت امیرؓ کو اس بشارت پر اہلِ سنت کی کتب میں موجود ہے مگر بلادتِ شیعہ کا کیا علاج؟ حضرت علیؓ کے مولا ہونے کا کس کو عذر و انکار ہے؟ مولا کے معنی ناصر اور دوست کے آتے ہیں، اور متصرف کے معنی بھی ہیں، سو یہ عبارت کہ بعد اس کے ہے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ دلیل ظاہر ہے کہ معنی مولا کے یہاں دوست ہیں، اگر عقل ہو، سو دوستی حضرت علیؓ کے ساتھ اہل سنت کو اور سب صحابہ کو ہونا ثابت ہو چکی۔

اور سلّمنا کہ معنی مولا کے متصرف ہی ہیں تو حضرت امیرؓ اپنے عہدِ خلافت میں لاریب متصرف تھے ہم کو کب انکار ہے لیکن معنی مولا کے اولیٰ بالتصرف کہیں لغت میں ثابت کرو، جب خلافت بلا فصل کا دعویٰ کرنا۔

بزعم شیعہ حضورؐ کو ستر بار اظہار خلافت علیؓ کا حکم ہوا

اور تماشہ ہے کہ حضرت سید البلغا مر اس امر کو کہ بزعم شیعہ رکن دینِ اسلام ہو، اور حضرت خداوندی سے اس قدر تقاضا اس میں ہوا کہ،

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

(ترجمہ) "اے رسول پہنچا دے جو کچھ اتارا گیا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور جو نہ کرے گا تو، نہیں پہنچایا ہوگا تو نے اس کی رسالت کو اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھ کو لوگوں سے"

اور یہ رسالت اظہارِ خلافتِ علیؓ کی تھی، اور پھر ستر بار جب آپ کو حضور ہوا یہی تاکید ہوئی کہ امر خلافت علیؓ کو ظاہر کرو اور لوگوں کی اذیت کا ذمہ بھی حق تعالیٰ نے کر لیا۔

آیہ میں ایہام و اشتراک ہے اس پر ایسی مبہم عبارت سے فرمایا کہ اول تو مشترک لفظ بر اور اس میں بھی جو کچھ بعض معانی سے مفہوم ہو سکتا، اس کے ساتھ بلا فصل کی قید نہ فرمائی پھر آخر فقرہ میں جو بلا اشتراک کچھ وہم بھی جاتا تھا اس کو بھی رلا ملا دیا۔ سبحان اللہ، خوب سالت ادا ہوئی۔ اور خوب (یا وصف تاکید یلئے خداوندی کے) اظہار امر خلافت علیؓ کی رسالت کو ظاہر و باہر تبلیغ کیا۔ اس میں شیخین رضو صحابہؓ کی کیا تقصیر، جناب رسالتؐ ہی معاذ اللہ برعم شیعہ عاصی ہو گئے۔ الٰہی تو یہ یوں کیوں نہ فرمایا کہ اے لوگو بعد میرے بلا فصل میرا خلیفہ مطلق اور وصی علی بن ابی طالبؓ ہے۔

حضورؐ حضرت عباس کو خلیفہ نامزد کر چکے تھے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت رسالتؐ (برعم شیعہ) حضرت علیؓ کو مجمع عام میں غدیر خم پر خلیفہ کر چکے تھے قطعًا، پھر بھی "حزن المومنین" میں بروایت کلینی اور ابن بابویہ و شیخ طوسی و شیخ مفید باسانید معتبرہ امام زین العابدین اور امام باقرؒ اور امام جعفرؒ سے روایت ہے کہ شدت مرض میں حضرت علیہ السلام نے حضرت عباسؓ کو اور حضرت امیرؓ کو طلب فرما کر بمواجہ سب مہاجرین و انصار کے ارشاد کیا کہ اے عباسؓ میں انتقال کرنے والا ہوں، بعد میرے خلافت میری تم قبول کر کے مجھ کو اس مہم (خلیفہ بنانے) سے سبکدوش کر دو۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اس بار خلافت کے قابل حضرت امیرؓ ہیں، مجھ کو لیاقت اس عہدہ کی نہیں ہے الخ سبحان اللہ بادروغ گو را حافظہ نباشد۔ اگر حضرت امیرؓ کو مجمع عام میں روز غدیر خم کے خلیفہ بلا فصل کر دیا تھا تو حضرت عباسؓ کو

کیوں ارشادِ خلافت تھا؟ اور حضرتِ عباسؓ کو کیا ضرورت لیاقتِ حضرت علیؓ کی جتلانے کی تھی؟ کیوں نہ فرمایا کہ آپ ابھی دو اڑھائی ماہ گزرے کہ علیؓ کو خلیفہ بنا چکے ہو اور نہ کوئی اور اہلبیت سے بولا؟ تو معاذ اللہ یا تو جناب رسالتؐ پر شیعہ عذر نسیان یا سہو تجویز کریں گے یا کوئی اور عذر نامعقول ہوگا؟ مرحبا عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ مشورہ ملائکہ کا یہاں تعیین نبوت میں ذکر کرنا جہالت (محل نزاع سے) ہے۔ بس زیادہ کچھ ضرورتِ جواب نہیں۔ اب بعد ازیں جو سائل بے ادب کلام بے لگام کچھ اپنے منہ سے بخدمت داماد علی مرتضیٰؓ بکتا ہے۔ اور ان کو منافق کہہ کر تعبیر کرتا ہے اس کا کیا جواب دیں؟ معاذ اللہ! اگر وہ منافق تھے تو علیؓ اور حسنینؓ ان سے بیعت کر کے اور اپنی بہن بیٹی کا نکاح کر کے کون ہوں گے جزاہ اللہ شر الجزاء۔

حضرت عمرؓ کا حذیفہؓ سے بار بار پوچھنا کمالِ ایمان تھا اور اس کے دلائل

اور حضرت فاروقؓ حضرت حذیفہؓ سے بیشک اپنے ایمان کا ثبوت پوچھتے تھے مگر یہ کمالِ ایمان تھا جس کو اعداء نے محل منقصت پر کیا۔ کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ عبرت خاتمہ پر ہے۔ بہت لوگ جنت کا عمل کرتے ہیں، اور قریب موت کے کافر ہو جاتے ہیں، تو فی الحقیقت ان کا ایمان ایمان نہ تھا۔ بلکہ ظاہر میں ایمان اور نفس کے اندر کفر مکنون تھا کہ اس کو جاننا سوائے علام الغیوب کے طاقت بشری میں نہیں، یہاں تک کہ حضرت رسالتؐ کو قرآن مجید میں یوں حکم ہوا قُلْ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (کہہ دے نہیں جانتا میں کیا کیا جاوے میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ) اور مؤمنین کی مدح میں فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور ملائکہ کے باب میں فرمایا یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ سو جب کہ حق تعالیٰ نے اپنے اپنے رسولؐ کو باوصف یکہ ان سے خیریتِ خاتمہ کا وعدہ اور مغفرت جمیع ذنوب کا اقرار تھا اور نعمت عصمت کی بھی عطا فرمائی تھی مطمئن نہیں کر دیا اور ملائکہ معصوم بھی خوفناک ہیں، اور مؤمنین باوصف ایمان و عدم شریک و صدقہ و خیرات خوف رکھتے ہیں، اور اس خوف کو محل مدح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اب دیکھئے بے نیازی اللہ تعالیٰ سے عمرؓ کیوں کر

مطمئن ہو جاویں، اور شیعہ جب کہ عدل کو ذمہ حق تعالیٰ کے واجب جانتے ہیں اور معصومین کو جنت دینا ان کے مذہب میں حق تعالیٰ پر واجب ہے۔ پھر ان کو کس خوف نے گھیرا تھا؟ اور ان کا خوف کیوں کر محلِ مدح ہو گیا؟ سو اس خوف میں حضرت عمرؓ کی کیا تقصیر ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَأْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ سو اب مطمئن ہو جانے والے اہلِ خسارت ہوئے جیسا شیعوں کا شعار ہے، اور ڈرنے والے اہلِ ایمان ہوئے، اگر درباب عمرؓ بشاراتِ نبوی ہوں، مگر بہرحال یہ بشارات وعدۂ خداوندی سے (جو درباره رسول اللہ تھا) کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ سو جب رسولؐ مطمئن نہ ہوں تو عمرؓ عالم ماکیون نہیں تھے اور نہ ہی معصوم۔

امام سجّاد معصومیت کے باوجود اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے

حضرت سجاد فرماتے ہیں جو صحیفہ کاملہ میں موجود ہے قَدْ مَلَکَ الشَّیْطَانُ عِنَانِیْ فِیْ سُوْءِ الظَّنِّ وَضُعْفِ الْیَقِیْنِ وَاِنِّیْ اَشْکُوْ سُوْءَ مُجَاوَرَتِہٖ بِیْ وَطَاعَۃَ نَفْسِیْ (ترجمہ) "البتہ مالک ہوا شیطان میری باگ کا باب بدظنی، اور ضعفِ یقین میں، اور میں شکایت کرتا ہوں برائی پڑوس شیطان کی اپنے ساتھ، اور فرمانبرداری نفس اپنے کی شیطان کے واسطے)۔

اور دوسری مناجات میں فرماتے ہیں اَنَا الَّذِیْ اَفْنَتِ الذُّنُوْبُ عُمُرَہٗ الخ سبحان اللہ حضرت سجادؓ معصوم عالم ماکان ومایکون باوصف عصمت جب اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں کہیں اور عمر کو گناہوں میں کھونا بیان کریں اور سوءِ مجاورت شیطان کا شکوہ کریں اور اپنے ایمان پر مطمئن نہ ہوں، اگر حضرت عمرؓ بیچارے غیر معصوم اندیشہ نفاق رکھتے ہوں تو کیا محلِ طعن ہو گیا؟ حضرت عمرؓ تو فقط نفس کی چوری کا اندیشہ ہی رکھتے تھے اور امام سجادؒ خود قطعاً اپنی باگ (ضعفِ یقین کے باب میں) شیطان کے ہاتھ میں فرماتے ہیں۔ بند ذرا کلمہ حضرت عمرؓ اور کلمہ حضرت سجاد میں موازنہ کر کے دیکھو، تو کس کا کلمہ بڑھ کر ہے؟ اگر کوئی توجیہ حضرت سجادؒ کے کلام کی ذہن میں سمائی ہے، تو وہی توجیہ حضرت عمرؓ کے کلام کی بھی ہے۔ ایسا بے ادب

کلمہ بکنا سخت خسارت دارین ہے۔

خیر حضرت عمرؓ تو مقام خشیت میں پوچھتے تھے مگر حضرت حذیفہؓ جو ہمیشہ تسلی کرتے رہے، سو یا تو حضرت عمرؓ منافق نہیں	معاذ اللہ عمرؓ منافق ہوں تو حذیفہؓ جھوٹے ہوں گے

اور ہمارا یقین یوں ہی ہے (نظر بہ حدیث ثقلین و مصاہرت حضرت امیرؓ و صدق حذیفہؓ) اور جو معاذ اللہ وہ منافق تھے تو بہت سی خرابی مذہب شیعہ پر وارد ہوتی ہے، اور حذیفہؓ بھی معاذ اللہ منافق، خائن، کذاب ہوں گے کہ ہر روز جھوٹ بولتے رہے، اور باوصف استفسار کبھی سچ نہ بولے اور ہمیشہ دوست بنے رہے، مگر ہاں جب تم نے حضرت امیرؓ کو سب کچھ بنا لیا تو حضرت حذیفہؓ سے کیا باک رہ گیا؟ اب ذرا سوچو! کہ یہ غلطی کا لفظ کس کے منہ پر چھپ گیا؟ سچ ہے کہ آسمان کا تھوکا تھوکنے والے کے منہ پہ آتا ہے اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانا ایسا کارگر ہوا کہ تمام مہاجرین و انصار نے اور خود حضرت امیرؓ نے قبول کر کے ان کو اولوا الامر بنایا، اب نہیں معلوم کہ آپ کے نزدیک حضرت امیرؓ نے ملت کا خدا قرار دیا تھا یا دوسرا خدا خواہش کا بنایا تھا؟ اور اُن پر کفر کا اطلاق تم جیسے محبّ کینہ پرور بدلگام کرو گے یا کچھ پاس ادب کرو گے؟

اہل سنت تو اتباعِ ثقلین کا دم بھرتے ہیں، اور حسب حکم خداوندی و عترت باجماع خلیفہ بناتے ہیں۔ اب سب روایات واضحہ سمجھ کر ہم کو سمجھا دو کہ اپنی خواہش کا پوجنے والا کون ہے؟ تا کہ آپ کے منہ سے حق ظاہر ہو جاوے۔ وَاللّٰہُ الْہَادِیْ

سوال پنجم[۱]

پوچھو اپنے علماء سے کہ عترتِ پیغمبرؐ کو جھوٹا کہنے والا اور جاننے والا مسلمان ہے یا کافر اور مکذب خدا و رسول ہے یا نہیں؟ پس جب وہ علماء اقرار کر لیں کہ ہاں ایسا شخص مکذبِ خدا و رسول ہے تو پوچھو کہ جنہوں نے یہ امور معلوم کے آپ کو صدیق اور فاروق کہلوایا اور تم سب لوگوں نے کہا پس ایسی صورت میں مکذوب ہو کر مسلمان رہے یا نہیں۔ اس کا جواب ان سے لو۔ فقط!

۱ از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابِ[۱] سوال پنجم

جواب اس سوال کا اوپر کی تحریرات سے مشرح معلوم ہو چکا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ عترت کو کاذب کہنے اور جاننے والا کافر ہے، اور مکذّبِ خدا و رسول (حسب زعم تمہارے کے) بنا بریں علیہ جو مہاجرین و انصار کو منافق اور مرتد جانے، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق نہ کہے حالانکہ قرآن شریف میں حق تعالیٰ ان کو جنتی فرماتا ہے، اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ ان کو مقبول و مقرب بتلاتے ہیں، اور حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق، اور صدیق نہ جاننے والے ان کے کو مکذب فی الدارین، اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو حق ارشاد کرتے ہیں، تو وہ مکذب الثقلین ہوا اور دائرۂ اسلام سے خارج، اور سزاوار دار البوار جہنم، اب دیکھو کہ مصداق اس کا کون ہے سُنّی یا شیعہ؟ واللہ الہادی۔

---

[۱] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

سوال ششم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے کہ جو نہ پہچانے امام زماں کو وہ کافر مرتا ہے۔ پس جناب امیر المومنین رضؓ مکذب خلافتِ ابوبکر اور خود مدعی خلافت تھے جیسا کہ کلماتِ ابوبکر سے سوال سوم میں ظاہر ہوا۔ کہ اگر کوئی چاہے تو اس باب میں ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ غرض بتاؤ کہ ان میں سے کس نے امام برحق کو نہ پہچانا اور سب تو سب جناب فاطمہ رضؓ جو بالاتفاق ناراض گئیں وہ کس کو امام جانتی تھیں بھلا ان کو تو تم کا ہے کو مانو گے کہ ان کی تو تم تکذیب ہی کرتے ہو کہ مقابل کو صدیق اور فاروق کہتے ہو مگر یہ بتاؤ کہ اُمّ المومنین عائشہ رضؓ کس کو امام پہچان کر دنیا سے گئیں کہ وہ تو تیسرے خلیفہ کو نعثل کہا کیں اور لعنت کیا کیں، اور چوتھے سے لڑیں۔ اس کے سوا آپ بھی سارے ائمہ اثنا عشر کے منکر کس کو امام جان کر کس دین پر مرتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام ہو گا اور اگر نہ ہو گا تو قولِ پیغمبر لغو ٹھہرتا ہے، اور یہ محال اور خلافِ دین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امامت بر بنا مذہب اہلِ سنت رکنِ ایمان نہیں ہے تو کہو کہ پھر ترکِ خلفاء اجماعی پر شیعہ کا کیا نقصان ہے کس لیے کہ انھوں نے بارہ خلیفہ معیّن کردۂ خدا، مانے۔ اگر ان کا مذہب حق ہے تو آپ کس دین پر گئے؟ کیونکہ ان کے نزدیک امامت رکنِ ایمان ہے فقط

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب سوال ششم

تحریفات شیعہ

یہ حدیث جس کا آپ ترجمہ نقل کرتے ہیں، اور اس کو حدیث متفق علیہ فریقین قرار دیتے ہیں، بایں معنی ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب میں یہ حدیث منقول نہیں ہے۔ یہ محض آپ کا دروغ بے فروغ ہے شیعہ کی عادت ہے کہ یا تحریف الفاظ میں کر دیتے ہیں یا معنی میں تبدل و تغیر کر دیتے ہیں۔ اور مقصود مغالطہ دینا اہل اسلام کا اس فعل شنیع سے ہوتا ہے۔ اب سنو کہ یہ حدیث جو بعض کتب عقائد میں مسطور ہے بایں الفاظ ہے۔

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً

(ترجمہ) جس نے نہ پہچانا امام زمانہ اپنے کو تو وہ مرا مرنا زمانہ جاہلیت جیسا۔

یعنی زمانہ جاہلیت قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ خود منتشر تھے کسی ایک حاکم پر مجتمع نہ تھے، گھر گھر حکومت تھی، بعد بعثت ذات بابرکات کے سب ایک حاکم پر جمع ہو گئے۔ اب اگر کوئی اپنے وقت کے مقتدا کو نہ پہچانے اور اس سے جدا رہے تو اس کی موت بھی اسی زمانہ جاہلیت جیسی ہوئی۔

امامت کا صحیح مفہوم | اور لفظ امام کا خلیفہ و حاکم ظاہر پر بولتے ہیں اور مقتدا اور پیشوا کے

لہ از حضرت گنگوہی رحمہ (ناشر)

دین کو بھی کہتے ہیں۔ سو باعتبار معنی اوّل کے تو حاصلِ حدیث یہ ہوا کہ اگر خلیفۂ وقت کوئی ایسا ہو جسے کہ اہل حل وعقد نے اس کو اپنا امام مقرر کر لیا ہو اور پھر اس کو کوئی شخص نہ مانے اور جماعتِ مسلمین سے جدا ہے اور اسی حالت میں وہ مر جاوے تو اس کی موت جاہلیت کے زمانے کی طرح کی موت ہوئی، یہ معنی کہ وہ عاصی ہے نہ کافر۔ اور اگر اس زمانہ میں کوئی ایسا امام المسلمین موجود ہی نہیں، بلکہ زمانہ فتنہ وافتراق کا ہے، تو نہ امامِ زمانہ موجود اور نہ اس کے پہچاننے کی کوئی سبیل، کہ تعریفِ شے بعد وجودِ شے ہوتی ہے نہ قبل وجودِ شے۔

احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایامِ فتن میں امام نہ ہوگا

چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسالتمآب نے ایام فتنہ سے اور قتالِ فتنہ سے جب ڈرایا تو اس میں حضرت حذیفہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں؟ فرمایا کہ جماعتِ مسلمین کے ساتھ رہو، عرض کیا اگر نہ ہو امام وجماعتِ مسلمین؟ فرمایا کہ یکسو ہو جا سب ان فرقوں سے" تو معلوم ہوا کہ بعض زمانہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں امام مسلمین موجود نہ ہو ایسے حال میں تعرف امامِ زمانہ کا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

اور اگر یہ معنی ثانی ہے تو مقتدائے دین ہر زمانہ میں ہوتا ہے، جو مرشدِ دین اور راہ ورسمِ اسلام کی تلقین کرے، اور بعد ہر مدت سو سال کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ بدعاتِ حادثہ کو قمع کرتا ہے اور حسبِ استعدادِ اہلِ اس زمانہ کے تجدیدِ طرقِ تحصیلِ ظاہرِ دین و باطنِ دین کرتا ہے۔ تو اس کا نہ جاننے والا بھی البتہ بموتِ جاہلی عصیاں میں مرتا ہے سو یہ معنی حدیث کے تھے۔

ترجمۂ حدیث میں تحریف

اب سائل کی تحریفِ معنوی سب ظاہر ہوگئی کہ ترجمہ حدیث کو یہ لکھتا ہے کہ جو نہ پہچانے امام زمانہ کو وہ کافر مرتا ہے۔ سبحان اللہ کیا جرأت ہے یا عدمِ سلیقہ اور ناواقفیتِ علم باعث اس خطا کا ہوئی ہے اور اگر شیعہ کے یہاں یہ حدیث انہیں الفاظ سے ہے تو اہل سنت کو دھوکا دینا کہ متفق علیہ فریقین ہے سخت بے حجابات ہے اور یہ بات

ہرگز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی کہ ہر زمانہ میں امام ظاہر کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ واضح ہوگیا، اور نہ کسی حدیث اہل سنت سے یہ ثابت ہوا، بلکہ اہل سنت کے یہاں یہ ثابت ہے کہ بعض زمانہ میں امام ظاہر نہیں ہوتا، اور یہ محمود یقینی بات ہے۔ ہاں ایسے وقت میں مسلمانوں کو واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو اچھا امام مقرر کریں ورنہ گنہگار رہوں گے مگر شیعہ کے یہاں ہر زمانہ میں امام ظاہر حق تعالیٰ پر ضروری ہے کہ مقرر کرے، اور امام رکن اسلام ہے اور امام معصوم بھی ہونا چاہیئے۔ سو پاس اُن قواعد کے جب ظاہر میں خلاف اس کے مشاہدہ ہے تو طرح طرح کی واہیات امامت کے بارے میں خلاف عقل و نقل ان کو اپنے سر پر دھرنی پڑیں۔

بعد اس کے اب سنو کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نصب امام بمشورہ ہوتا ہے اور حضرت امیرؓ کی خلافت بمشورہ ہوئی، اور خلفائے ثلثہؓ کی خلافت کو حضرت امیرؓ نے قبول کیا پہلے یہ سب نہج البلاغہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اور حضرت زہراؓ بھی جو کچھ ملال باقتضائے بشری رکھتی تھیں اس کو دفع کر کے بخوشی اجازت تصرف اموال بیت المال حضرت ابوبکرؓ کو دے کر اس رضامندی اپنی پر حق تعالیٰ کو گواہ کر گئیں، اور یہ سب ہم معتبرات کتب شیعہ سے ثابت کر چکے ہیں، تو یہ اقوال سائل کے کہ علیؓ مکذب امامت ابوبکرؓ تھے اور حضرت فاطمہؓ ناراض حضرت ابوبکرؓ سے مریں، سب بالکل ہذیان محض رہ گئے۔ چنانچہ ہر کل پر مخفی نہیں۔ اور ہم مثل سائل کے بار بار ایک بات کو قلمبند کریں کیا ضرورت ہے؟ اور جب حضرت محمد باقرؓ نے ابوبکرؓ کو صدیق کہا اور جانا۔ تو اہل سنت پر کیا طعن ہے؟ البتہ تم مکذب امام اور غیر مصدق القول فی الدارین، بہ ارشاد امام ہو۔

حضرت صدیقہؓ پر افترا اور حضرت عائشہؓ نے بھی ذی النورین کو امام جانا، اور یہ جو سائل لکھتا ہے کہ عائشہؓ امام ثالث کو نعثل کہتی تھیں، اور لعنت کرتی تھیں، معاذ اللہ یہ محض طوفان بہتان ہے روافض کا۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں۔ امام کے ساتھ گستاخی ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ البتہ شیعہ کے یہاں یہی دین ہے کہ اپنے ائمہ کو سب

کچھ بنا رکھا ہے صریح زبان پر لانے سے رُو ان کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اہل عقل باور کر سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ امام ثالث کو لعنت کیا کریں، اور پھر اپنے بھائی سے ہی ان کا قصاص طلب کریں یہ خبر پاکر کہ قاتلِ خلیفہ میرا بھائی ہے، اور بابت طلب قصاص اس قدر تکالیف اٹھائیں یہ بات خورش ہونے کی ہوتی مگر یہ خیالاتِ فاسدہ مجانین و حمقا کے ہیں کہ جن کے اصولِ دین ہی تخیلات پر مبنی ہیں۔

صدیقہ قاتلین عثمانؓ پر لعنت کرتی تھیں

ابن السمان محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتا ہے:۔

اِنَّ عَلِیًّا بَلَغَہٗ اَنَّ عَائِشَۃَ رضہ تَلْعَنُ قَتَلَۃَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی بَلَغَ بِھِمَا وَجْھَہٗ فَقَالَ اَنَا اَلْعَنُ قَتَلَۃَ عُثْمَانَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی السَّھْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا۔

(ترجمہ) البتہ علیؓ کو خبر پہنچی کہ عائشہؓ لعنت کرتی ہیں قاتلینِ عثمانؓ کو پس اُٹھائے ہاتھ حضرت علیؓ نے یہاں تک پہنچایا دونوں ہاتھ کو منہ کے مقابلہ تک، پھر فرمایا کہ میں لعنت کرتا ہوں قاتلین عثمانؓ کو اللہ لعنت کرے اُن پر زمین پست و پہاڑ میں۔ دو یا تین بار فرمایا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ قاتلین کو لعنت کرتی تھیں، اور حضرت علیؓ بھی قاتلین عثمانؓ پر لعنت بھیجتے تھے۔ اس سے حق جاننا خلافتِ عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ کی طرف سے محقق ہو چکا اور وسواس سائل کا مرتفع ہو گیا۔

صدیقہ علیؓ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں

اب سنو کہ حضرت امیرؓ کی خلافت کو بھی حضرت عائشہؓ حق جانتی تھیں اور ان کی محبت کو عبادت پہچانتی تھیں۔

رَوَی الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ

(ترجمہ) "دیلمی نے روایت کیا حضرت عائشہؓ سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حب علیؓ عبادت ہے۔"

صدیقہ اور امام کے مقاتلہ کا پورا منظر

اور یہ واقعہ شہادت حضرت عثمانؓ کا حضرت عائشہ رضہ کے پیچھے ہوا۔ حضرت عائشہ رضہ حج کے واسطے مکہ گئی تھیں۔ اور بیعت حضرت امیر رضہ بھی پیچھے ہی ہوئی تھی، طلحہ رضہ اور زبیر رضہ اور بعض دیگر مدینہ میں قتل عثمانؓ پر تاسف کرتے تھے، اور قصاص عثمانؓ پر حریص تھے، اور قتلۂ عثمانؓ حضرت امیر رضہ پر حاوی ہو رہے تھے۔ لہٰذا استیفائے قصاص میں جلدی کرنی مصلحت نہیں تھی۔ مفسدین کو جو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ قصاص کی فکر میں ہیں انھوں نے طلحہ وغیرہ کے مارنے کا قصد کیا، یہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ پہنچے، اور حضرت عائشہ رضہ سے بیان کیا (جو کچھ واقع ہوا) اور یہ بھی کہا کہ امیر المؤمنین بنا بر مصلحت قصاص لینے میں ساکت ہیں اور مفسدین کی طغیانی بڑھتی جاتی ہے۔ جب تک قصاص نہ لیا جاوے گا بندوبست نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہ رضہ نے تجویز کیا کہ جب تک وہ اشقیاء مدینہ میں ہیں، تم وہاں نہ جاؤ اور کہیں رہو، اور امیر المؤمنین کو بہ تدبیر ان سے جدا کر لو۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہو جاویں تب قصاص لینا چاہیئے۔ سب نے اس صلاح کو پسند کر کے بصرہ وغیرہ کو کہ مجمع جنود مسلمین تھا ارادہ کیا اور مصر ہوئے کہ حضرت عائشہ رضہ بھی ہمارے ساتھ چلیں کہ آپ کی پناہ میں ہم کو امن رہے گا ناچار حضرت عائشہ رضہ بھی بصرہ کو گئیں۔

مفسدین نے یہ خبر حضرت علی رضہ کو یوں دی کہ عائشہ رضہ جنگ کے واسطے لوگوں کو جمع کرتے بصرہ گئی ہیں، آپ ان کا تعاقب کریں۔ جب حسنینؓ اور عبد اللہ بن جعفر رضہ اور ابن عباسؓ ہر چند حضرت علی رضہ کو مانع ہوئے کہ آپ نہ جائیں مگر رائے اشقیاء کی غالب آئی۔ حضرت امیر رضہ لشکر اپنا مع ان اشقیاء کے لے کر قریب بصرہ کے پہنچے۔ اوّل قعقاع کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ اصلاح کو۔ اور یہی جواب زبیر رضہ و طلحہ رضہ نے دیا۔ قعقاع نے کہا۔ پھر کیا صورت اصلاح ہے؟ انھوں نے کہا کہ استیفاء قصاص عثمانؓ۔ قعقاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق ہو سکتا ہے، اوّل صلح کر دو۔ انھوں نے کہا بہت خوب قعقاع نے یہ خبر حضرت امیر رضہ کو دی۔ آپ خوش ہوئے اور صلح پکی ہو گئی تیسرے روز صبح کو

ملاقات ٹھہری کہ اس وقت کوئی مفسدین میں سے موجود نہ ہو۔

یہ خبر جو مفسدین کو پہنچی تو وہ گھبرائے، حیران ہو کر اپنے رئیس المفسدین عبداللہ بن سبا کے پاس گئے، کہ اب کیا تدبیر ہے؟ سخت بلا آئی۔ اس نے کہا کہ تم رات سے اٹھ کر قتال شروع کر دو۔ اور مشہور کر دو کہ زبیر کی طرف سے غدر ہوا۔

مفسدین نے ایسا ہی کیا کہ رات سے اٹھ کر لشکرِ زبیر رضؓ سے آکر قتال شروع کر دیا اور حضرت امیر سے آکر کہا کہ اس جانب سے غدر ہوا۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ غدر حضرت امیرؓ کی طرف سے ہوا۔ غرض حضرت امیرؓ جو تشریف لائے تو قتال گرم تھا۔ بناچاری بس ہوا جو کچھ ہوا۔ اس معرکہ میں جب طلحہؓ و زبیرؓ کا حضرت امیرؓ سے ہوا، اور حضرت امیرؓ نے کچھ فرمایا تو زبیرؓ نادم ہو کر ہٹے اور طلحہؓ بھی ہٹ گئے۔ اس حالتِ واپسی میں بعد ندامت کے تو یہ شہید ہوئے

ندامت محلِ طعن نہیں اور حضرت عائشہؓ بعد اس واقعہ کے اس خطا پر زار زار رو تی تھیں اور شیعہ خود مطاعن عائشہؓ میں نقل کرتے ہیں کہ آخر حال میں عائشہؓ کہا کرتی تھیں۔

یَا لَیْتَنِیْ قَاتَلْتُ عَلِیًّا وَلَوَدِدْتُ اِنِّیْ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔

(ترجمہ "کیا قتال کیا میں نے علیؓ سے اور دوست رکھتی ہوں کہ ہوتی بھولی بھلائی گئی")

سو تو یہ ندامت کو مطاعن میں شمار کرنا یہ بھی ایک بلادت ہے۔ بہرحال عائشہؓ اور جو مقابلہ میں حضرت علیؓ کے تھے مقصود ان کا طلبِ قصاص تھا، اور ہرگز قتال بارادہ مخالفت نہیں ہوا۔ یہ محض خطا ہوئی۔ پھر بھی توبہ آپ کی ثابت ہو چکی۔ اور یہ لوگ معصوم، عالم ما یکون نہیں تھے۔

زلت انبیاء سے بھی ہوئی حضرت علیؓ بھی خطا سے مامون نہ تھے زلت انبیاء سے بھی ہوئی ہے، چنانچہ قصہ حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا مشہور ہے اور حضرت امیرؓ باوصف عصمت و علم ما کان و ما یکون فرمایا کرتے تھے۔

لَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشُوْرَةٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّيْ لَسْتُ اٰمَنُ اَنْ اُخْطِئَ

رواہ الکلینی۔

(ترجمہ) مت باز رہو حق بات کہنے سے اور مشورۂ عدل دینے سے کہ بیشک میں امن میں نہیں خطا کرنے سے

اور معہذا ثابت ہوا کہ شیعہ کے نزدیک ایک دو گناہ کبیرہ سے تو عصمت بھی نہیں جاتی،

چہ جائے کہ اسلام و عدالت، جیسا قصہ حضرت یونس میں منقول ہو چکا ہے۔ پھر یہ لوگ محاربِ علیؓ

باوصفِ توبہ و ندامت کیوں ملازم ہیں؟

الحاصل ان لوگوں نے امامت حضرت امیرؓ کو بچایا اور سوال سائل محض افسانہ ہے جا ہے

اور ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتدائے دین و قطب ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور

امام ظاہر بجز حضرت امیرؓ کے اور چھ مہینے حضرت حسنؓ کے اور کسی کو نہیں جانتے۔

اگرچہ ان میں لیاقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی، مگر وقوع اس کا

بسبب ان کے زہد کے، تقدیر الٰہی سے نہ ہوا۔ اور یہ خود پیدا ہے۔ اندھا کور باطن بھی

اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

امامت کے فرائض کیونکہ امام کا کام انتظام رعایا کا، اور داد مظلوم ظالم سے

لینا اور جہاد وغیرہ امور ہوتے ہیں اور پھر ان حضرات دو ہگانہ میں کبھی یہ بات ہوئی ہے جو

ان کو امام ظاہر کہا جاوے۔ ورنہ یوں تو جس کو چاہو امام نام رکھ لو، ہاں استحقاق و لیاقت میں کچھ کلام نہیں

مگر محض لیاقت سے تو کام نہیں چلتا، اگر لیاقتِ امام کا نام امام ہے تو اتنا تو ہم بھی معترف ہیں

ورنہ بقولِ سائل شیعہ کو وہی خواہش ہوا کا امام بنا کر پرستش کرنا پڑا۔ خیر یہاں ہم زیادہ کچھ نہیں

لکھتے، جواب سائل کو شافی حاصل ہو گیا۔ ہاں البتہ حضرت امام مہدی کو زندہ تصور کر کے امام ٹھہرانا

یہ بھی ایک مضحکہ صبیان ہے اور پابندی اپنے اصول میں ایسی ہزل پر عقیدہ کرنا محض حماقت اور

خلفائے اجماعی مہاجرین و انصار اور حضرت امیرؓ و عترت کو حجت نہ ماننے پر تو لازم ہے کہ مکذب خلافت

حضرت امیرؓ کا ہوا اور حقیقت اس اجماع کی اور تصدیق و بیعت کرنا حضرت امیرؓ کا

اور پر آپ کی کتابوں سے ثابت ہی ہو چکا، تو اب شیعہ کا نقصان زمانے میں کیوں نہیں؟ شیعہ تو اپنے اصول کے موافق کافر ہو جاویں گے، آپ ایسے کیوں مطمئن ہو گئے اور ہر زمانہ میں امام کا ہونا ہمارے نزدیک کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ کا محض ڈھکوسلہ بلا دلیل ہے۔

اور ایسے ہی نص امامتِ ائمہ اثنا عشرہ اہلِ سنت کی کتابوں سے کہیں ثابت نہیں، آپ تو مدعی تھے کہ کتب اہلِ سنت سے سب اپنا مذہب ثابت کر دوں گا، تو وہ نصوص پیش کرتا کہ تمہارا حوصلہ معلوم ہو اور تمہاری نہج البلاغہ سے خود حضرت امیر رضؓ کی ہی امامت بالشوریٰ ثابت ہوئی تو یہ دعویٰ شیعہ کے مذہب کے موافق بھی بلا دلیل ہی رہا۔ سو الحمد للہ کہ شیعہ کی کتب سے ثابت ہوا کہ امامت ظاہری بالشوریٰ ہوتی ہے، تو جو لوگ بمشاورت خلفاء ہوئے ان کو شیعہ امام حق نہ جان کر بلا تعرف امامِ زمانہ مرتے ہیں، اور بزعم خود کافر ہوتے ہیں، اور سُنّی امامِ حق کو حق اور ظاہر کو ظاہر، باطن کو باطن پہچان کر عامل وَآعْطُوا كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ ہو کر مؤمنین برضا و عزت مرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شیعوں کو بھی ہدایت کرے، تا کہ وہ حق کو حق جانیں اور اپنے باطل سے باز آویں۔ واللہ الہادی

سوال ہشتم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کی ام المومنین جو امیر المومنین سے لڑیں تو امام جان کر لڑیں یا بغیر امام جانے، کہ دونوں صورتوں میں بنا بر قاعدۂ شرع کے یا کفر ہے یا ارتداد، علاوہ اس کے سیرتِ پدر کی اپنے مخالفت کی کہ اس نے حکمِ اجماع، ناسخ حکم خدا اور رسول قرار دیا تھا۔ سبحان اللہ! وہ تو تکذیب عترت کر کے صدیق ہوئے، اور یہ جنگِ نفسِ رسول سے صدیقہ کہلائیں، مگر اصحاب میں حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و حذیفہؓ وغیرہم کو اور ازواج میں حضرت خدیجہ اور حضرت ام سلمہؓ کو صدیق اور صدیقہ کے خطاب کے قابل نہ پایا۔ اس بن بیٹھنے کے کیا کہنے۔ سوائے دشمنانِ عترت کے اپنے علماء سے اس باب میں تسکین چاہو، اور اگر کوئی بہکائے اور آپس کی بات کہہ کر ٹالے تو فریب میں نہ آؤ اور کہو کہ آپس کی بات اس کو کہتے ہیں جہاں مراتبِ علم اور کمال اور شرافتیں برابر ہوں، دیکھو تو کہاں عترتِ پیغمبر و نفس رسول اور کہاں ازواج، کس لیے کہ ازواجِ انبیاء کے ارتداد اور اہلِ نار ہونے کی خبر قرآن میں موجود ہے دیکھو حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کی خیانت کی خبر پہلے سورۂ تحریم میں فرما کر بعد ازاں خبر دخولِ نارِ زنِ انبیاء کیسے دی سمجھو تو اس سے کیا ثابت ہوا اور ان کی شان میں قد صغت قلوبکما، بعد حال خیانت کے فرمایا ہے۔ عبد الحق دہلوی نے ترجمۂ ہندی تنک میں تصریح کی ہے یعنی دل تم دونوں کے حق سے پھر گئے۔ پس کوئی عالم ان کے حق کی طرف بازگشت کرنے کو خدا کی جانب سے سنا دے تو ہم مانیں۔ ایسی صورت میں مقابلہ نفس پیغمبر سے جس کی ایذا رسول کی

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

ایذا ہے اور اس کی بغیر اجازت صراط پر سے کوئی نہ گذرے گا کہ فصل خطاب میں حضرت شیخ اول سے منقول ہے اور قبر میں سب سے اُن کی امامت کا سوال کیا جائے گا۔ اور سدی آپ کا عالم سورۂ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کی تفسیر میں لکھتا ہے، دیکھو تو ایسے شخص کے منکر کس کو امام بنائیں گے پس ایسے کی مخالفت اور مقابلہ کو آپس کی بات کہیں گے۔ اور بالفرض اگر یہی ہے تو اسی پر ثابت رہو، کفار قریش مثل ابولہب وغیرہ سے جو پیغمبر کو آزار پہنچے قابیل معاف جانو، یا قابیل حضرت ہابیل کو ملامت نہ کرو۔

پس اس صورت میں شیعہ کو بھی معاف فرمائیے کہ آپ کے سامنے اقرار کلمۂ شہادتین کرتے ہیں، یہ مومن ہیں، تعریف شیعہ کی آپ کی کتب میں بکثرت ہے، ان کی نجات کی خبر آپ کے پاس ہے کہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا وہ داخل بہشت ہوگا تو ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں، کعبہ کو قبلہ، اسلام کو دین جانتے ہیں۔ قرآن کو کتاب، اور عترت سے تمسک رکھتے ہیں۔ حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام جانتے ہیں۔ تو ہم بے شک مومن ہیں، اور آپ کی عائشہ ام المومنین ہیں، یہ بھی ماں بیٹوں کی آپس کی بات ہے۔ البتہ آپ ہماری تکفیر اور تفسیق کرنے والے کون ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہیں انھوں نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا تھا وہی ہم اپنی ماں سے پیش آتے ہیں۔ پس اگر ہماری ماں کا لڑنا اور تکذیب امیرالمومنین کی معاف ہوگئی تو کیا اماں صاحب ہیں وہ معاف نہ کریں گی؟ اور اگر وہ معاف نہ کریں گی تو ہم جناب امیرؓ اور جناب فاطمہؓ سے ان کی اور بزرگواروں کی تقصیر معاف نہ ہونے دیں گے خصوصاً جو سادات شیعہ ہیں ان کی تو یقینی آپس کی بات ہے۔ ان کی تکفیر کرنے والے کو حضرات اہل سنت کافر جانیں تو آپس کی بات کہنا ٹھیک ہو، اس کو خوب سمجھو۔

اور بعض صاحب فرماتے ہیں چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب نے رسالہ برکات الحق میں لکھا ہے کہ محاربین تین قسم پر تھے۔ ایک تابع امیرالمومنین، دوسرے تابع ام المومنین تیسرے متوقفین ان تینوں گروہوں نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں

اور سب ماجور ہیں۔ پس غور کرو کہ حارب جناب امیرؓ اور قاتل جناب امام حسنؓ جس نے زہر دلوا کے شہید کیا وہ بھی ماجور ہوئے۔

اول تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان گروہوں میں ملتِ خدا و رسول پر کون ہے، کہ ایک فرقہ کو ناجی یہ خود لکھ چکے ہیں، دوسرے سب کے اجتہاد کہ مقابل نصوص کے تھے لائق اجر نہ ہوں گے۔ پس ہمارا اجتہاد اور استدلال واسانید و نصوص کثیرہ کیوں قابلِ اجر نہ ہوگا۔ کچھ ایمان ہو تو اسے خوب سمجھو اور ہم سے کہو فقط۔

جوابِ سوالِ ہفتم

امام اپنے محاربین کو مسلمان مانتے تھے

حضرت عائشہ رض کی حضرت علی رض سے خطاءً لڑائی ہوئی اور پھر تائب بھی ہو گئیں، مگر محاربہ علی رض ہرگز کفر و ارتداد نہیں، یہ سائل اور اس کے اسلاف کی کتنی جہالت (اپنی کتب اور اقوالِ ائمہ سے) ہے کہ حضرت امیر کا ارشاد کہ أَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ إِخْوَانَنَا فِي الْإِسْلَامِ پہلے نقل ہو چکا۔ اب شیعہ خلاف حضرت امیر کے جو مومنین کو کافر بتاتے ہیں مکذب حضرت امیر رض ہو کر بزعم خود کافر بنتے ہیں، بڑی حسرت کی جا ہے کہ اپنی کتابوں کو بھی نہیں مانتے۔

حضرت علی رض نے بیعت کر کے خود حکم خداوندی کو منسوخ کیا

اور ابوبکر رض نے حکمِ خداوندی اور حکمِ رسول کو ہرگز منسوخ نہیں کیا۔ امامت بلا فصل حق حضرت امیر رض کا بحکم خدا تعالیٰ ہونا محض تمہارا ہی تخیل فاسد ہے کہیں ثابت تو کیا ہوتا اور بالفرض اگر ہے تو خود حضرت امیر رض ہی ناسخ اس کے ہوئے کہ آپ نے بیعت کی اور پھر ہمیشہ اس خلافت کو حق کہتے رہے۔

شیعہ مفسر طبرسی اور ابوبکر رض کی خلافت بلافصل

بلکہ تمہاری کتب سے تو حق خلافت بلا فصل ابوبکر کا بھی ثابت ہے۔ طبرسی آپ کا مفسر مجمع البیان میں لکھتا ہے:۔

وَقِيلَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَا يَوْمًا لِعَائِشَةَ مَعَ جَارِيَةِ الْقِبْطِيَّةِ فَوَقَفَتْ حَفْصَةُ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تُعْلِمِيْ عَائِشَةَ بِذٰلِكَ وَحَرَّمَ مَارِيَةَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاَعْلَمَتْ حَفْصَةُ

عَائِشَةَ الْخَبَرَ وَاسْتَكْتَمَتْهَا اِيَّاهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُهُ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا۔ يَعْنِىْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ وَلَمَّا حَرَّمَ مَارِيَةَ اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّهُ يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ الخ

(ترجمہ) کہا گیا کہ رسول اللہ نے خلوت کی عائشہ کے دن میں اپنی جاریہ قبطیہ سے پس حفصہ اس پر مطلع ہوگئی۔ کہا رسول اللہ نے کہ عائشہ کو خبر مت کیجیو اس بات کی، اور حرام کیا ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر، پس جتلا دیا حفصہ نے عائشہ کو یہ خبر، اور چھپایا حضرتؐ سے، پس خبردار کیا اللہ نے نبی اپنے کو اس بات کا اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ کی "واذ اسر النبیّ الخ" یعنی حفصہ اور عائشہ اور جب حرام کیا آپ نے ماریہ کو خبر دی تھی حفصہ کو کہ مالک ہوں گے بعد میرے ابوبکرؓ وعمرؓ الخ

سبحان اللہ کیسا صاف خلافت شیخین بلا فصل مذکور ہے۔ مگر شیعہ کے تعصب نے نظر انصاف بند کردی۔ اب مکذب حکم خدا اور رسول شیعہ ہیں یا نہیں؟ انصاف کرو، کہ کفر میں کون مبتلا ہے؟ اور صدیق ہونا حضرت ابوبکرؓ کا بہ شہادت معصوم محمد باقرؒ اور ثابت ہوگیا، اب ان کو صدیق نہ جاننے والا دیکھو کون ہوا؟ باقی یہ کہ کسی کو کوئی خطاب ہو بوجہ خصوصیت اور کسی کو نہ ہو تو کیا شکایت ہے؟ حضرت علیؓ کو خطاب اسد اللہ ہوا حسنین وعمار اور حذیفہ کو کیوں نہ ہوا؟ یہ آپ کی سفاہت کی باتیں ہیں، ان کا کیا جواب

ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث

الحاصل ہم ثابت کرچکے کہ یہ قتال خطا سے ہوا جب انبیاء باوجود عصمت خطا سے مامون نہ ہوئے تو حضرت عائشہؓ تو کچھ معصوم بھی نہیں تھیں اور تائبہ بھی ہوگئیں۔ اب آپ کی بات کا ذکر منہ پر لانا ایک جہالت ہے مگر آپ کی دانشمندی پر ہم غش ہیں کہ آپس کی بات نہ ہونے اور عترت کے برابر زوجہ کے نہ ہونے کی دلیل کیا عجیب آپ نے لکھی ہے، وہ یہ کہ زوجۂ انبیاء مرتد بھی ہوگئی ہیں، آپ کے حواس

ٹھکانے نہیں رہے ،عترت نبی کی بھی مرتد ہوگئی ہے ،پسر نوحؑ کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے شاید یہ قصہ بھی آپ کے نزدیک الحاقی ہوگا ،سو اس بات میں تو زوجہ و عترت برابر ہوگئی ۔کوئی اور دلیل تلاش کرو۔

ارتداد ازواج کی صورت میں رسالتمآبؐ پر الزامات آئیں گے

مگر آپ کو کتنا مالیخولیا ہے کہ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو مرتد و کافر قرار دیتے ہو۔ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان سے خیانت ہوئی اور وہ خیانت کوئی کفر نہیں تھی ،بلکہ افشائے سِرّ تحریم ماریہ تھا ۔اور وجہ افشاء کی بھی یہ تھی کہ وہ اس امر کو امر مندوب سمجھتی تھیں امر وجوب نہیں سمجھتی تھیں ،تو وہ اس خیانت سے تمہارے نزدیک جب ہی مرتد ہوگئی تھیں یا بعد وفات حضرت سرور دو عالمؐ کے ؟ اگر جب ہی معاذ اللہ مرتد ہوگئی تھیں تو پھر جو حضرتؐ نے ان کے گھر میں رکھا اور معاملہ زوجیت کا برتاؤ کیا تو حضرتؐ پر معاذ اللہ الزام لگتا ہے ،کیونکہ مرتدہ سے نہ نکاح ہوسکتا ہے نہ مرتد عورت سے کسی اور طرح تصرف روا ہے ۔اور اگر بعد وفات حضرتؐ کے مرتد ہوئیں تو اس گناہ سے تو یہ بات ممکن نہیں کہ گناہ آج ہو اور اس کا حکم ایک مدت کے بعد ثابت ہو ۔شاید یہ بھی کوئی قاعدہ شیعہ کے مذہب میں ہوگا ۔

اور اگر بعد وفات کے اور گناہ سے ارتداد ہوا تو اس طعن کے بیچ میں گانا کیا ہرزہ درائی ہے ... اس گناہ کو بیان کرو ؟ اور وہ گناہ جو تمہارے دماغ میں پکا ہے یعنی محاربۂ علیؓ تو اس کا دفع کئی بار ہو چکا ۔اگر عقل ہے تو سمجھ لو ،ورنہ بوجہل ہو۔

نزول آیات تخییر پر صدیقہ و حفصہ نے آخرت و رسولؐ کو اختیار کر لیا

اب سنو کہ جب آیات تخییر نازل ہوئیں اور سب سے پہلے حضرتؐ نے عائشہؓ پر پڑھیں تو عائشہؓ نے آخرت کو پسند کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں رہیں ،اور ایسا ہی حفصہ اور سب ازواج نے کیا چنانچہ تفاسیر شیعہ موجود ہیں ،دیکھ لو ،تو ذرا ہوش کرو کہ رجوع اور بازگشت ان کی ثابت ہوئی یا نہیں ؟ کیونکہ یہ آیات جب نازل ہوئی تھیں کہ جب حضرتؐ نے اس قصہ افشاء راز کے بعد عزلت کی

اور بعد ایک ماہ کے تشریف گھر میں لائے۔ اور سب ازواج سے وعدہ جو آیاتِ تخییر میں حق تعالےٰ فرماتا ہے: فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (ترجمہ) "اور اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ اور رسول اور آخرت کا تو اللہ تعالےٰ نے مہیا کیا ہے تمہاری نیکیوں کے لیے بڑا اجر"

اس وعدہ میں بسبب اختیار کرنے رسول اللہ کے داخل ہوگئیں کہ نہیں؟ ذرا آنکھ کھول قرآن پر کیسا شیعہ کو عبور ہے جو کچھ معلوم کریں اُلٹے ستائے ڈھکوسلے پیش کر دینے آتے ہیں۔

واقعہ ایلاء و تخییر کے بعد خدا کا حکم کہ انہی ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو

اور جب حضرت کو حکم ہوا اس واقعہ کے بعد کہ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ الخ (ترجمہ) "نہیں حلال تجھ کو اور عورتیں آئندہ کو اور نہ یہ بات کہ بدلے تو ان کو عوض اور عورتوں کے"

اور حضرت نے حسب اس حکم کے ان کو تا مدتِ عمر گھر میں اور نکاح میں رکھا تو کہو کہ وہ اس کی قبول رجوع ان کی تھی؟ یا معاذ اللہ خائنات اور مرتدات کو ہی رکھنے کا حکم ہوا تھا؟ آنکھ کھول کر قرآن دیکھا تو ہوتا۔

حاصل یہ کہ بعد اس واقعہ کے آیاتِ خیار نازل ہوئیں۔ اس میں یہ حکم تھا کہ جو رسول اور آخرت کو اختیار کرے اس کو تو اجر بے شمار ملے گا اور جو دنیا کو اختیار کرے اس کو رخصت کر دو۔ اور پھر ازواج نے آخرت کو قبول کیا اور حضرت کو حکم عدم تبدیل کا ہوا تو رجوع ان کی عند اللہ معتبر و بہ اخلاص ثابت ہوگئی اور اجرِ آخرت میں داخل ہوئیں۔

آپ نے ازواج کو ساری عمر ساتھ رکھا، لہٰذا وہ طیبات تھیں

اور منکر اس رجوع کا ذکر اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے جو زوجہ کسی نبی کی مرتد ہوئی نکالی گئی۔ اور ازواج مطہرات حضرت مسلمات طیبات تھیں، وہ ساری عمر نبی کے ساتھ رہیں۔ اس میں اور اس میں جو فرق نہ جانے احمق ہے۔ اور خود سورۂ تحریم میں اول گناہ بتلا کر ارشاد توبہ کیا اور پھر طرح طرح سے ڈرایا اور ارشاد کیا کہ کچھ زوجیتِ رسول کے گھمنڈ میں مت آنا کہ زوجۂ نوح و لوط خوخیانت سے باز نہ آئیں تو دنیا میں خدمتِ رسول سے دور ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ اگر تم بھی

باز نہ آؤ گی تو دنیا میں بھی نکالی جاؤ گی رسولؐ کی خدمت سے اور آخرت میں مآل بد ہوگا، اور پھر ساتھ اس کے فرمایا:

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ

(ترجمہ) "جس دن رُسوا نہ کرے گا اللہ، رسول کو، اور اس کے ساتھ کے مومنوں کو۔"

تو لو کہ جو زوجات حضرت کے ساتھ رہیں، اور خدمت سے نہ نکالی گئیں، بلکہ حکم ہوا کہ ان کو مت بدلو، تو بوجہ رجوع الی اللہ ہی ان کو یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ یا معاذ اللہ حق تعالیٰ نے بھی جھوٹ فرما دیا تھا؟ کہ اگر باز نہ آؤ گی نکالی جاؤ گی، کہ باوجود عدم رجوع نہ نکالا، بلکہ اسی آیت سے جس سے آپ اعتراض کرتے ہیں رجوع ثابت ہے، کیونکہ فرمایا کہ "اگر توبہ کرو تو قبول ہو گی توبہ تمہاری بس البتہ مائل ہو گئے ہیں دل تمہارے، اور اگر چڑھائی کرو گی رسولؐ پر تو اللہ اس کا ناصر ہے" الخ اور توبہ کے مقابلے میں چڑھائی کا ذکر فرمایا، تو چڑھائی عدم توبہ ہے پھر جب اللہ نے کوئی صدمہ ان کو نہ دیا بلکہ عدم تبدیل کی بشارت فرما دی، اور نہ جبریلؑ اور مؤمنین کی طرف سے کچھ ان کو صدمہ آیا، تو رجوع صاف ظاہر ہے۔ قیاس استثنائی تو آپ نے ایسا غوجی میں بھی پڑھا ہوگا، کہ رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ نکلتا ہے کچھ تو شرم کرو، بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کو بھی نہ بوجھا بھالا یوں ہی منہ سے جو آیا بک دیا۔ کچھ تو شرماؤ قرآن شریف میں تو سب کچھ موجود ہے مگر فہم خداداد ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

عتاب خداوندی ہر جگہ محل طعن نہیں کیونکہ عتاب خود حضورؐ کو بھی ہوا اور اگر محض عتاب خداوندی پر اکڑ اکڑ کر طعن کرتے ہو ارتداد کا لفظ بکتے ہو تو دیکھو خود شروع سورہ تحریم میں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الخ جناب رسالتؐ پر عتاب ہے تو آپ کی شان میں بھی کچھ بکو اور غور کرو کہ غفور رحیم کا لفظ خود قرینہ ہے کہ حضرتؐ سے یہ تحریم حلال موجب ناراضمندی الٰہی کا ہوا جس کو معاف فرماتے ہیں۔ اور حضرتؐ پر چند بار عتاب ہوا

ہے، مگر یہ عتاب بطور شفقت ہے کہ اپنے مقبولوں کو تربیت فرماتے ہیں۔ ایسا ہی ازواج نبیؐ پر عتاب و تہدید اصلاح کے لیے ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

الحاصل رجوع ان کا قرآن سے ثابت ہوا، سائل ذرا آنکھ کھول کر دیکھے، اور حسب وعدہ اپنے تسلیم کرے اور مسلمان ہو وے، اور چونکہ عائشہ رضؓ محبوبہ رسول اللہ ہیں، ان کی ایذا بھی ایذائے رسول اللہ ہے۔

صراط پر اور قبر میں سوال عن الامام موضوعات شیعہ ہیں

اور یہ روایات سائل کی عبور صراط پر سے موقوف اجازت حضرت امیر رضؓ پر ہے، اور قبر میں سوال امامت حضرت امیر رضؓ کا ہوگا روافض کی روایات ہیں، سدی صغیر رافضی کذاب تھا، اہل سنت پر ان روایات سے حجت لانا جہل ہے وان سلمنا، تو جب کہ اہل سنت حُبِّ علی رضؓ کو عبادت جانتے ہیں اور ان کو امام پہچانتے ہیں (چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ نے خود روایت کیا ہے) تو ہم کو کیا اندیشہ ہے۔ ہم کو تو اس سے علیٰ حدت ا ہے اور منکر علی رضؓ کو اور بُرا کہنے والے ان کے کو ہم بُرا جانتے ہیں۔ مگر روافض کو فکر چاہیے کہ محبت کے پردے میں کیسا کچھ حضرت امیر رضؓ کو بنا رکھا ہے۔

قتال صدیقہ رضؓ کو ایذا ابولہب پر قیاس کرنا حماقت ہے

اور اذیت ابولہب وغیرہ کفار کی (حضرت رسالتؐ کو) بوجہ کفر اور عداوت اسلام تھی، اور قتال حضرت عائشہ رضؓ کا بوجہ خطا ہوا کہ مقصود اصلی ان کا اصلاح بین المسلمین اور استیفاء قصاص تھا۔ کہ وہ بھی حکم اسلام ہے، تو اس کو اُس پر قیاس کرنا سخت کم فہمی ہے، خدا جانے کہ یہ سائل کچھ علم بھی رکھتا ہے یا نہیں؟

اور ایسا ہی قتل ہابیل عمداً غیر مشروع بات پر ہوا، قابیل نے یہاں باوجودیکہ حکم خدا کو جان چکا تھا کہ اس عورت سے میرا نکاح نہیں ہو سکتا، مقتول مظلوم کو بلاوجہ و بغیر شبہ (حسد کے سبب قتل کیا تھا، اور یہاں تم کو معلوم ہو گیا کہ محض اصلاح شرعی مقصود تھی اور قتال شورانگیزی

مفسدین سے ہوا، اور وہ لوگ عالم خطایا نہیں تھے، جب شروع قتال اس طرف سے دیکھا جاتا کہ امیر کے حکم سے ہی ہوا ہے اور پھر بھی خطا ہم ان کی طرف سے دیکھتے ہیں۔

حضرت صدیقہ رضہ کی خطا کے ذمہ دار بھی حضرت علی رضہ ہیں

ورنہ باوجود قرار داد صلح کے حضرت علی رضہ نے کہ عالم مایکون تھے کیوں تفتیش نہ کی؟ اور شریک قتال بے خبر مفسدین ہو گئے حالانکہ جانتے تھے کہ میرے لشکر میں اہل فساد بھی بھرے ہوئے ہیں چنانچہ نہج البلاغہ کے خطبوں سے خوبی بعض لشکریان جناب امیر رضہ معلوم ہو سکتی ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں، مشتے نمونہ از خروارے۔

قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ مَنْ غَرَرْتُمُوْهُ وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَازَ بِالسَّهْمِ الْأَخْيَبِ وَمَنْ رَمٰى بِكُمْ رَمٰى بِأَفْوَقِ نَاصِلٍ أَصْبَحْتُ لَا أُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ وَمَا أُوْعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ۔

(ترجمہ) "دھوکا میں ڈالا گیا وہ ہے کہ واللہ جس کو تم نے فریب دیا، اور جس کو حاصل ہوئے تم حاصل ہوا اس کو ناقص حصہ، اور جو تیر مارا گیا تمہارے ساتھ مارا گیا برے تیر سے، صبح کی میں نے واللہ اس حال میں کہ تصدیق نہیں کرتا تمہارے قول کی اور نہیں طمع کرتا تمہاری نصرت میں اور نہیں ڈراتا ہوں ساتھ تمہارے دشمن کو"

سبحان اللہ حضرت امیر رضہ کو اب بعد تجربہ خود ان کا کذب ظاہر ہو گیا کہ آپ بھی ان کا عدم اعتبار قول بحلف فرماتے ہیں، تو اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو عالم مایکون تھے، کیوں ان کے قول پر خطا میں پڑے، تو حضرت علی رضہ بھی خاطی ہوتے ہیں، سو یہ سائل مجتہد کتنا بڑا عالم ہے کہ سبحان اللہ اس واقعہ کو اس پر قیاس کرتا ہے۔ جائے انصاف و تامل ہے۔

صرف ایک آیت کا منکر و مکذب بھی کافر ہے

اور سائل جیسا شیعہ بے ادب ہر چند کلمہ توحید زبان سے کہے لیکن مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایک آیۃ قرآن شریف کا کوئی کلمہ گو منکر یا مکذب ہو تو وہ کافر ہوتا ہے۔ کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مومن نہیں ہوتا

تم صدہا آیات کے مکذب اور عترت کے اقوال کے مخالف ہو، اور خود عترت کی طرف کیسے کیسے نقصان لگاتے ہو خصوصاً حضرت کلثوم رض کہ معاذ اللہ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَ مِنَّا تمھارا مجتہد کہتا ہے۔ اور حضرت امیر رض کی شان میں کیا کیا واہیات اعتقاد کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اوپر کے جوابوں میں کچھ مذکور ہوا۔ پھر دعوائے محبت و تمسک ثقلین کس منہ سے کرتے ہو، کچھ شرم کرو۔ پس تم خارج از اسلام ہو۔ اور حضرت عائشہ رض ام المؤمنین ہیں نہ اُمّ الکافرین۔ تم کو ان سے کیا علاقہ۔ اذیت محبوبہ رسولِ خدا اذیت رسول اللہ ہے اور موذی رسول ص کا کافر، اور پھر بعد تسلیم عاق پر لعنت ہے اور عاق اپنی مادر کا جنت میں نہیں جاتا۔ ام المؤمنین اکمل المقربین محبوبۂ رسولِ امین کا عاق قطعاً جہنمی ہے۔ ایسے شریروں کی تکفیر و تفسیق ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت ابراہیم اپنے والد سے گستاخ نہ ہوئے باوجودیکہ وہ کافر تھا

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی اپنے باپ کافر سے کوئی کلام گستاخی کا نہیں کیا۔ جب ان کے باپ نے کہا کہ اگر تو باز نہ آوے گا تو تجھ کو سنگسار کر دوں گا، اور تو مجھ سے الگ ہو جا۔ تو آپ نے فرمایا سلام علیک میں تمھارے واسطے استغفار کروں گا اللہ سے، یہ سورہ مریم میں موجود ہے، دیکھو اور پھر بعد ہجرت کے آپ نے دعا کی۔ جب حکم ہوا کہ وہ کافر ہے اس کے واسطے دعا مت کرو۔ آپ اس سے بیزار ہو گئے۔ سو یہ سورۂ توبہ میں موجود ہے۔ اب آپ سیرت حضرت ابراہیم کو دیکھو کہ باوجود کفر پدر کے ملائم کلامی اور استغفار کرتے رہے اور ان کے تشدد پر بھی سلام ہی کہا۔

حضرت عائشہ باوجودیکہ محبوبہ رسول ام المؤمنین ہیں شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں

اور اپنی شرارت کو دیکھو کہ باوجودیکہ عائشہ رض محبوبۂ رسول اللہ ہیں، اور ام المؤمنین اور ایمان کامل رکھتی ہیں، تم ان کو لعن کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، اور پھر اپنے آپ کو متبع ابراہیم بتاتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا کیا علاج۔ باقی سائل کی ہزلیات بھکڑ ہے۔ عاقل خود جان لے گا کہ کیسا واہیات اس کا کلام بے معنی ہے۔ ان الفاظ بیہودہ کا جواب

ضرور نہیں اور ویسا ہی زہر دلانے والا حضرت حسنؓ کا ذاتی عمداً قاتل و ہالک ہولے) فاسق ہے خلافِ محارب کے کہ وہ خطا سے واقع ہوا اور بلکہ حسب اصولِ شیعہ حضرت امیرؓ سے سخت خطا ہوئی کہ قتالِ عائشہؓ میں کذاب کے قول پر باوجودیکہ ان کو کذاب جانتے تھے عمل کیا نجلاف مقابلین کے کہ وہ عالم ما یکون نہیں تھے، اس کو اور اُس کو برابر جاننے والا محض احمق جاہل ہے حیث کہ دعوائے علم اور سر و بُن کی تمیز نہیں۔

اور ہم کہتے ہیں کہ وہ تینوں فرقے ناجی تھے، کیونکہ عقائد و اصول وایمان میں سب متفق تھے۔ نزاع فقط ایک بات میں ہے کہ وہ رکنِ دین نہیں، مگر جس سے خطا ہوئی وہ معافی ہے، اور جس نے دیدہ و دانستہ کیا وہ گنہگار رہے بعد توبہ کے معاف ہوا اور شیعہ محض براہِ عناد مخالفت ثقلین کے ہیں مخالف قرآن شریف کا جو ہوا وہ مردود ہے۔

اور نصوص تمہاری موضوع خلافت الثقلین واجب الترک ہیں سب کا بیان سابق مشرح ہو چکا تکرار کی ضرورت نہیں۔ اب اگر کچھ بھی بوئے ایمان ہے تو اس کو پوچھو اور اپنے خبثِ عقائد سے باز آؤ۔ اور ہم کو بشارت اپنی توبہ اور ایمان کی دو۔ وَاللہُ الہادِیْ

سؤال ہشتم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حسنین علیہما السّلام نے دعوائے خلافت کیا کچھ چھپا نہیں، مگر جناب امام حسنؓ نے ناصر و مددگار نہ پائے اور غلبہ اہلِ باطل کا دیکھا، بعد چھ مہینے کے مثل اپنے پدر بزرگوار کے صلح کی، اور جناب امام حسینؓ نے ناصر پائے شہید ہوئے جو انہیں سچا جانتا ہے وہ بتائے کہ یہ کون سے خلیفہ تھے کہ اکثر اہل سنت کی بنا دین چار خلافتوں پر ہے اب انہیں کون سا خلیفہ جانتے ہو؟ دیکھو سرِ شہادتین امام حسین علیہ السّلام ایک یہ بھی ہے کہ اگر اعتقاد خلفاء اجماعی کا آپ رکھتے ہوتے بعد چار کے حضرت کیوں دعوائے خلافت کرتے، پس شہادت جناب حسین علیہ السّلام نے حق کو مثل آفتاب کے روشن کر دیا کس لیے کہ جس طرح ان خلافتوں کی دلیل اجماعی وغیرہ ہوئی اسی طرح اگلوں کی تھی۔ اور عترتِ پیغمبرؐ جیسے ان کے منکر ویسے ان کے۔ جیسے ان کے ظلم عترتِ رسولؐ پر ہوئے، اس سے زیادہ ان کے جور و ستم، کہ یزید تو دور تھا اور وہ نزدیک۔ یزید نے وہ مراتب عترت کے کاہے کو دیکھے اور سُنے تھے جو انھوں نے پیغمبر سے دیکھے سُنے، پس حق عترت آفتابِ تاباں ہے، تم خفاش سیرت اگر نہ دیکھو چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

ےلہ از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب[1] سوال ہشتم

امام حسن رضؓ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی ورنہ آپ کے لاکھوں جاں نثار تھے

اللہ اکبر، یہ سائل کتنا بدحواس ہے کہ ایسی مشہور بات کو کہ زبان زد خاص و عام ہے کس طرح الٹا بیان کرتا ہے؟ اے شیعہ! ذرا اپنے اس مجتہد قمقام کی تحقیق سنو! کہ حضرت حسن رضؓ کے ساتھ قریب ایک لاکھ آدمیوں نے جان دینے پر بیعت کی تھی، اور سب جان فدا کرنے پر مستعد تھے۔ حضرت حسن رضؓ نے محض محافظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی، نہ عجز و ضعف سے، چنانچہ حضرت حسن رضؓ کا خطبہ موجود ہے کہ فرمایا۔

إِنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ نَازَعَنِيْ حَقًّا لِيْ دُوْنَهٗ فَنَظَرْتُ الصَّلَاحَ لِلْأُمَّةِ وَقَطْعَ الْفِتْنَةِ وَقَدْ كُنْتُمْ بَايَعْتُمُوْنِيْ عَلٰى اَنْ تُسَالِمُوْا مَنْ سَالَمَنِيْ وَتُحَارِبُوْا مَنْ حَارَبَنِيْ وَرَاَيْتُ اَنْ حَقْنَ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ سَفْكِهَا وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلَّا صَلَاحَكُمْ۔

"(ترجمہ) تحقیق معاویہؓ نے بیشک جھگڑا کیا مجھ سے میرے حق میں، نہ اس کے حق میں سو دیکھی میں نے مستحسن اصلاح اس کام میں اور قطع کرنا فتنہ کو اور البتہ بیعت کی تھی تم نے مجھ سے اس بات پر کہ صلح کرو تم میرے مصالح سے اور حرب کرو محارب میرے سے، اور جانا میں نے کہ حفاظت خون مسلمین کی بہتر ہے خون ریزی سے اور نہیں ارادہ میرا اس صلح سے مگر بھلائی تمہاری۔"

---

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

اور حضرت حسینؓ کا قول کتب شیعہ میں موجود ہے کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو میرے نزدیک (اس صلح سے کہ بھائی میرے حسن نے کی) بہتر تھا اور ظاہر ہے کہ یہ غیرت باوجود قدرت و توقع غلبہ کے آتی ہے، ورنہ بیچارگی میں کیا غیرت کی بات ہے۔

سو آپ کے یہ مجتہد اے شیعو! حضرت حسنؓ کو تو بے ناصر و مددگار قرار دیتے ہیں، اور مجبورانہ صلح کرنے والے (خلاف اپنی کتب کی روایات کے) ٹھہراتے ہیں۔

امام حسینؓ نے ناصر و مددگار نہ پائے (برعکس قول شیعہ کے)

اور حضرت حسینؓ جو محض غدارانِ کوفہ کے بھروسے گھر سے نکلے اور راہ میں محصور ہوئے، کہ سوائے چند نفر اہل بیتؓ کے کوئی ناصر رفیق نہ تھا ہر چہار طرف فوجِ اعدا تھی، فقط اتنا ہی چاہتے تھے کہ بیعت کر لو اور چاہے جہاں ہو، اور جو چاہو کرو، اتنی بات کو قبول نہ کیا اور کس بیکسی میں شجاعانہ شہید ہوئے۔ ہر شخص مرثیہ خواں عامی جانتا ہے ان کو آپ کے مجتہد العصر فرماتے ہیں کہ ناصر و مددگار پائے اور شہید ہوئے کیسا آفتاب کو خاک سے چھپاتے ہیں، کیا قیامت دروغ ہے۔ ہرچند سب آپ کے اقوال ایسے ہی ہیں مگر یہ قول ہر عامی بازاری بھی جان سکتا ہے کہ غلط ہے اور دیگر ان امور کے کذب کو واقف کار پہچانتے ہیں۔

امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؓ کے نزدیک جائز تھی!

اور یہاں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلافتِ معاویہؓ کو حضرت حسنؓ نے بنظر اصلاح جائز رکھا۔ اگرچہ خلافتِ معاویہؓ خلافتِ نبوت نہ تھی مگر خلافتِ ملوکانہ تھی۔

حضرت علیؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے امیر ضروری ہے خواہ بُرا ہو یا اچھا

اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؓ سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت امیرؓ نے کہ: لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ (ترجمہ) "ضروری ہے آدمیوں کے لیے کوئی امیر نیک ہو یا گنہگار۔"

الحمد للہ کہ اس قول حضرت امیرؓ سے اور فعل حضرت حسنؓ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہیں، اور گنہگار بھی خلیفہ اور امیر ہوتا ہے، اگرچہ خلافتِ نبوت نہ ہو مگر خلافت ہے

اور یہی مذہب اہلِ سنت کا ہے۔

امام حسن کی خلافت خلافتِ نبوت تھی اور اہلِ سنت کے نزدیک چار ہی خلیفۂ حق ہوئے اور بنائے دین ان پر محض آپ کا طوفان ہے۔ اہلِ سنت تو چار یہ اور پانچویں حضرت حسنؓ (چھ مہینہ کو) پانچوں کو خلیفہ بسیرتِ نبوت جانتے ہیں اور حضرت حسنؓ سے امام مہدی تک سب کو خلافتِ ظاہرہ کا خواہ مخواہ اعتقاد نہیں کرتے، امام باطن سمجھتے ہیں، اور ان کے دَور میں جو خلفاء رہے وہ ملوک تھے، ان کو ہم کب امامِ نبوت کہتے ہیں البتہ اکثر ان میں جابر تھے اور بعض عادل بھی تھے۔

اعتقادِ خلافت کے لیے بیعتِ خواص لازم ہے مگر تم شیعو! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، کہ امام کس واسطے ہوتا ہے آیا گھر میں چھپ کر گمنام ہو جانے کے واسطے، یا انتظامِ ملک مال و رعایا و دادِ مظلوم و قمعِ کفر و جہاد کے واسطے؟ یوں محض اپنے خیال ہی میں یہ پکا کر کہ میں شاہِ عالم ہوں۔ اور سب ملک و مال و رعایا میری ہی ہے، حالانکہ گھر تک کا مالک نہ ہو اور جان تک پر امن نہ رکھتا ہو۔ ہر کوئی امام بن بیٹھا کرے، اور شیعہ اس کو امام و بادشاہ قرار دے کر تسلیم کر لیا کریں، پھر بارہ میں کیا حصر کرنا ضرور ہے؟ ذرا عقل کی بات کہو۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک سید مجنون اپنے کو ہندوستان کا بادشاہ سمجھ رہے ہیں سبحان اللہ! اپنے منہ میاں مٹھو تو یہ تو بقول آپ کے ہوا د بت کا امام بنانا ہوا۔ ایسا تو ہر ایک امام ہے کچھ کسی کی خصوصیت نہیں۔

تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی، مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا اور ہم لکھ چکے ہیں کہ لیاقتِ امامتِ ظاہرہ بھی ان سب حضرات میں اکمل تھی، مگر ظاہر میں وقوع نہیں ہوا۔ اگر استعداد کا نام امامت ہے تو اپنی اصطلاح کے مختار ہو پھر اہلِ سنت سے کیوں الجھتے ہو؟ ورنہ شرم کی بات ہے کہ ایسی بات کہو کہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہو۔ اور حضرت حسینؓ دعویٰ کرنے سے کوئی سے خلیفہ بھی نہیں ہوئے، اگر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتی تو جب پوچھنا تھا ورنہ اوپر لیاقت کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ کہ ان کے دعوے سے حصرِ پانچ خلفاءِ خلافتِ نبوت کا باطل ہو گیا تھا، یہ جہالت ہے اگر عقل ہو تو ظاہر بات ہے دعویٰ کرنے سے خلیفہ تو نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ خلیفہ ہو جاتے (بالفرض) تو ہم ان

کو گن چھپا لیتے۔ مگر نہ ہوئے تو اب کیا گن لیں۔

اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ ظاہری ہوئے تو اب وہ خلیفہ سادس ہمارے نزدیک ہو جاویں گے۔ سو اس میں کچھ ہم پر الزام نہیں ہو سکتا۔ ذرا عقل درکار ہے اور پہلے پانچ خلفاء باجماع اہلِ حق امامِ حق تھے۔ اور اجماعی ہونا ان کا ثابت ہو چکا۔ اوپر کے جوابوں میں دیکھو۔

یزید کی امارت اجماعی نہ تھی خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں

مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہلِ حق ہوا تھا وہ تو متغلب بزور ہو گیا تھا اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں اس کو اس پر قیاس کرنا کمال بلادت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امیرؓ نے جائز رکھا اس کو حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے رد کیا۔ کجا زمین کجا آسمان، ہوش درکار ہے حیف صد حیف آپ کو کیا کہا جاوے۔ ایسی حجت تو کسی شیعہ سے آج تک نہیں بن آئی تھی۔ یہ آپ کا ہی علم ہے کہ حضرت حسینؓ نے اپنے وقت کے جابر و متغلب کو جو نہ مان کر دعویٰ استحقاقِ خلافت کیا تو پہلی خلافتیں جو باجماع حضرت امیرؓ و حسنؓ وغیرہم ممدوحین ثقلین ہوئی تھیں وہ سب باطل ہو گئیں حتیٰ کہ خلافتِ حضرت امیرؓ و حسنؓ بھی۔ کیونکہ وہ بھی اجماعی ہی تھیں۔ سبحان اللہ ذکر سرِ شہادت حسینؓ نے آپ کے علم و فہم و نکتہ رسی کو خوب ظاہر کر دیا۔ اور باقی ظلم کی نسبت کرنا خلفائے ثلثہ کی طرف یہ سفاہت قدیمہ ہے اس کا جواب وافی اوپر کے جوابوں میں آ چکا۔ مگر حضرت حسنؓ باوجود استطاعت حضرت معاویہؓ کو اپنا حق دے بیٹھے، تو البتہ ان کی جناب میں تو کچھ بہت ہی تم گستاخی کر گئے کہ انھوں نے بڑا سخت ظلم کیا ہے۔ معاذ اللہ اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہو گیا، اگر کور باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

واللہ الہادی

سوالِ نہم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ کلمہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور بعد حکم اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ کے کلمہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ میں کیا فرق ہے؟ اور کلمہ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ اور کلمہ اِنَّهٗ لَيَهْجُرُ میں کیا تفاوت ہے؟ باوجودیکہ جب پیغمبر کی تمثال میں مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ہو۔

یعنی ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان لائے ہم ساتھ بعض احکام اور منکر ہوئے بعض سے اور پیغمبر نے کہا کہ طاعت کرو میری عترت کی اور قرآن کی۔ کسی نے کہا ہمیں کافی ہے کتابِ خدا۔ ایک گروہ نے کہا انہیں ہذیان ہے اور ایک گروہ نے حضرت کو مجنون کہا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا پیغمبر بات نہیں کرتا بغیر وحی کے۔ پس ان گروہوں کے کفر و ایمان کو بتاؤ کہ اول کے قائل اگر کافر ہیں تو دوسرے کو مومن کیوں کریں، اور ثانی مومن رہے تو اول کیوں کافر ہوئے؟

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابِ[1] سوالِ نہم

چند آیات اور احادیث کے معانی | نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کے معنی یہ ہیں کہ بعض کو مانے اور بعض کو نہ مانے۔ مثلاً جیسا آیات مدح مہاجرین وانصار کو، اور آیہ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ کو، اور آیہ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا کو، اور آیات حرمتِ تقیہ وغیرہا آیات کو نہ مانے کسی کو الحاقی کہہ دے کسی میں تحریف معنوی کر دے کسی کو تحریف لفظی بتا دے جیسا کہ آیہ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ میں اُمَّۃٌ کی جگہ اَئِمَّۃٌ کا لفظ بتا دے اور علیٰ ہذا۔ اور معنی حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کے مطابق آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کے ہیں کہ جب اکمالِ دین کا قرآن شریف سے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر کسی دوسری شے کی حاجت باقی نہیں رکھی، تو کتاب اللہ بس ہو گئی

حسبنا کتاب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں | اور حدیث اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ اور دوسری روایت میں فرمایا وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ یہ قول اس حدیث کے بھی من کل الوجوہ موافق و مطابق ہے کیونکہ دونوں ثقلین باہم مطابق ہیں نہ مخالف اور قرآن اعظم ہے عترت سے اور دونوں کا افتراق بھی غیر ممکن بسبب ارشاد حضرت رسالتؐ کے ہے تو تمسک باعظم الثقلین بھی (متمسک بالثقلین (ناشر)) بالضرور ہوا۔ لہٰذا

---

[1] از حضرت گنگوہی رحمہ (ناشر)

حسبنا کتاب اللہ کے معنی بعینہٖ تمسکنا بالثقلین ہوتے تو بس حسبنا کتاب اللہ قول اہل ایمان واذعان کا ٹھہرا ۔ نؤمن ببعض ونکفر ببعض طریقہ اہل بطلان وخذلان کا نکلا اور دونوں میں فرق کالشمس فی نصف النہار معلوم ہوگیا ۔

انہ لمجنون کفار کا قول تھا یا عمر کا یا شیعہ کا ہے

اور علیٰ ہذا القیاس انہ لمجنون کفار کہتے تھے کہ قول حضرت کا قابل اعتبار نہیں، اپنے جی چاہتا کرو۔ سو جو توم نسخ جمیع احکام کا اللہ سے بعد وفات رسول اللہ کے جائز رکھتی ہے تو باوجود استقرار امر ونہی کے کہ بامر خداوندی ہوا پھر بدلنا ان کے نزدیک معاذ اللہ کم فہمی رسول اللہ اور بے عقلی حضرت رسالت کا باعث ہوگا اور سب آیات مدح اصحاب و ازواج وغیرہا کا نہ ماننا بعینہٖ مثل کفار کہ مجنون جاننا رسول کا ہے کہ ان کا مقصود بھی مجنون کہنے سے حکم کا نہ ماننا تھا اور خود شیخین کو وزیر مشیر بنانا، اور غار میں ساتھ لینا باوصف اس کفر و دشمنی کے کہ بزعم شیعہ ہے، اور ان کی بیٹیوں کو گھر میں رکھنا، حالانکہ وہ بھی دشمن جان کا فرقہ تھیں بزعم شیعہ نا سنجا ربہ عین بے عقلی ہے ۔ معاذ اللہ سو یہ لفظ شیعہ پر البتہ خوب مطابق ہوتا ہے ۔

ہذیان کا بہتان

اور لفظ للیہجر جو آپ نقل کرتے ہیں اس میں خوب داد تحریف دیتے ہو اہلسنت کی کسی کتاب میں اور کسی روایت میں کہیں یہ لفظ نہیں ۔ اس کو ثابت کرو۔ البتہ اہجر بہمزہ استفہام انکار ہے یا یہجر بحذف ہمزہ استفہام اور معنی یہ کہ آپ کچھ بکتے نہیں، خود آپ ہی سے استفسار کر لو، کیوں تکرار کرتے ہو؟ بہرحال لفظ اہجر لفظ عین ایمان ہے کہ حضرت رسالت پر ہذیان نہیں ہو سکتا اب ان دونوں لفظوں میں فرق بین معلوم ہو گیا ؎

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

مگر حیف کہ رسول اللہ کو ستر بار تاکید ہوئی بزعم شیعہ کہ علیؓ کو وصی بنا دو اور خلیفہ کر دو، اور آپ کو ہمیشہ اس کا دھیان رہا، فقط ایک عمرؓ کے کہنے سے حضرت اس حکم موکد کو کہ راس ایمان و دین تھا، اور بزعم آپ کے فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ بھی اسی باب

میں نازل ہو چکا تھا، سرانجام نہ کر سکے۔ اور مرتے دم بھی اس قدر خوف و اندیشہ عمر رہا کہ اظہارِ حق نہ کر سکے۔ حالانکہ مرتے دم کیا کسی کی پروا تو معاذ اللہ حضرتؓ بھی اس امر کے عدم انفاذ سے عاصی ہی گئے۔ بولو یہ عقیدہ تکذیب خدا تعالے اور رسول اللہ اور کفر بالقرآن اور مخالفِ عترت ہے یا نہیں؟ ارے ظالمو! ذرا تو سوچ سمجھ کر پشیمان ہو

ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

وَاللّٰهُ الْهَادِیْ

سوالِ دہم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ الخ حاصل یہ ہے کہ بیان کرتا ہے اللہ مثال واسطے کافروں کے تا غور کریں کہ زنِ نوحؑ و لوطؑ بسبب خیانت کے جہنم میں داخل ہوئیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں کافر مخاطب اور مرادِ خداوند تعالیٰ ہیں، اور یہ کن پر عتاب ہے؟ اگر اور امت کے کافر مراد ہیں تو کلام لغو اور عبث ہو جاتا ہے، اور یہ محال ہے۔ پس شیعہ کے نزدیک تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے کشتی نجات کو چھوڑا کہ حضرت فرما چکے تھے کہ مثال میری اہل بیت کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے جو ان سے پھر گیا، وہ ناری ہے۔ سوچو تو اس سے کس چیز کی آگاہی منظور تھی کہ اس سے پھر کے بیٹا اور بی بی کوئی نہ بچے۔ اسی طرح اس کشتی سے پھر کر کوئی نہ بچے گا۔ کس لیے کہ عترت کی اطاعت قرآن کے ساتھ برابر مقرر کی ہے۔ پس جنھوں نے عترت کو چھوڑا اور جنھوں نے ان کی اور ان کے ظالموں اور لڑنے والوں کی محبت میں تاویلیں کیں اور بارہ خلیفہ مقرر کیے ہوئے آنحضرت کے چھوڑ کے ہوائے نفس سے چار خلیفہ قبول کیے اور خیانت عائشہؓ و حفصہؓ کو بھی ظاہر کر دیا اور حق سے ان کے دل پھر گئے ہیں بتا دیا اور پھر وہ لڑیں بھی اور مُرید ان کے پھر انھیں صدیق اور صدیقہ کہہ جاتے ہیں۔ اور عترت کے بعد پیغمبرؐ کی تکذیب ہوتی ہے پس جس کو اس کے سوا اور کچھ معلوم ہو وہ اگر ہمیں بتا دے نہایت احسان ہوگا۔ واللہ یحب المحسنین۔ فقط۔

****

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب[1] سوال دہم

اہلِ بیتؓ و ازواج مطہراتؓ پر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا

اس کا جواب سوالِ ہفتم کے جواب میں مذکور ہو گیا، یہاں پھر مختصر لکھنا پڑا۔ یعنی بہ غفلت گوشِ ہوش سے نکال کر سنو، کہ مخاطب اس حکم کے مومنین ہیں، خاصۃً خاص مومنین، اخص الخصوص اہلِ عترت، اہلِ بیت و ازواج و اہلِ قرابتِ رسولِ امینؐ ہیں۔

خلاصہ حکم یہ ہے کہ ہرگز کبھی کوئی برعمِ اعتماد و ایمان یا تقرب یا قرابت و زوجیت رسولؐ کی نافرمانی نہ کرے، یا گناہ پر مصر نہ ہو، کہ عاصی کو کچھ ان وسائل میں سے عذابِ خداوندی سے نہیں بچا سکتا۔ زوجہ نوحؑ و لوطؑ کا حال دیکھیے کہ ان کو کچھ زوجیت نے نفع نہ دیا، جب گناہ کر کے توبہ نہ کی، اور مصر رہیں تو دنیا میں نبی کی خدمت سے جدا ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ ایسا ہی اگر کوئی کرے گا تو وہی سزا ہوگی۔

اور بعد اس عتاب کے آیاتِ تخییر میں فہمائش کی، جو رسولؐ کو پسند کرے گی اس کو بڑے اجر ہیں اور پھر حکم ہوا کہ اے رسول ان کو مت بدلو۔ اور حضرتؐ نے ساری عمر ان کو خدمت میں رکھا تو لاریب اجرِ عظیم ان کو آخرت میں حاصل، اور معیت رسول اللہؐ دنیا و آخرت میں ان کو شامل ہوئی۔ اور وعدہ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ کا تاج ان کو ملا۔ اور

---

[1] از حضرت گنگوہیؒ (ناشر)

دشمنانِ اہل بیت کو خسران وعذاب نصیب ہوا۔ اور اس تہدید وعتاب سے کچھ حرج اور نقصان شانِ اہل بیت میں نہیں ہوا۔

بندگانِ خاص کی معمولی زلت پہ فوری تنبیہ ہوتی ہے اور اہلِ اہوار کو ڈھیل دی جاتی ہے

اول تو سب بندے اس کے ہیں جو چاہے فرما دے مین سعادت اہلِ سعادت ہے۔ دوسرے یہ کہ تہدید بطور شفقتِ خداوندی اور تربیت بندگانِ خاص کے ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت جا قرآن شریف میں ایسے عتاب عنایت آمیز سے یاد ارشاد فرمایا ہے عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ الخ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ۔ اور خود شروع سورۂ تحریم يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِىْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ سو اب شیعہ حضرت رسالتؐ کی جناب میں بھی کچھ واہیات بول کر اپنے دین وایمان کو برباد کریں۔ معاذ اللہ

الغرض اہلِ سنت کے نزدیک ایسے خطاب عتاب کے لائق وہ ہیں کہ تقربِ الٰہی رکھتے ہیں، کہ اگر کچھ بھی خلافِ رضا ان سے سرزد ہوتا ہے فوراً تنبیہ وتادیب فرماتے ہیں اور جو لوگ مثل شیعہ اپنے ہوا و شغوف نفسانیہ ہیں اور مختوم بختم خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، اُن کے لیے وَاُمْلِىْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِىْ مَتِيْنٌ کا ارشاد ہے۔

اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین ہیں اور اس کے شواہد

اب جو سائل اپنے آپ کو متمسک سفینۂ نجات اور اہل سنت کو متخلف عن سفینۃ العترۃ والآل قرار دیتا ہے تو اس کے جواب میں عبارت قبقاب لاآل الکذاب کی بحذف وتغیر بعض الفاظ وعبارت تبرکاً نقل کرتا ہوں، اور اس پر جواب کا اختتام کرتا ہوں سو اگرچہ الفاظ تند لکھنے کا قصد نہ تھا مگر آپ کی کج ادائی اور ہرزہ درائی وبدلگامی باعث اس کی ہوئی۔

قال سلمہ ربہ "بارک اللہ کیا جرأت اور بےحیائی اور وقاحت اور چالاکی ہے کہ متمکین

سفینۂ عترت و آل کر متخلفین اور متخلفینِ سفینۂ عترت و آل کو متمسکین بتلاتے ہیں بعترت آل کا آیا یہی تمسک ہے کہ علم بنائیے، تعزیئے بنائیے۔ حالانکہ من لا یحضرہ میں ہے کہ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ اَقُوْلُ فِیْ قَوْلِہٖ مَنْ مَثَّلَ مِثَالًا اَنَّہٗ مَنْ اَبْدَعَ بِدْعَۃً وَدَعَا اِلَیْہَا وَوَضَعَ دِیْنًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَقَوْلِیْ فِیْ ذٰلِکَ قَوْلُ الْاَئِمَّۃِ۔ یعنی جس نے کہ قبر کی نقل کی، یا کوئی تمثال بنائی، یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک نیا دین ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ائمہ کا۔

آیا یہی تمسک ہے کہ دُلدُل سدھائیے، تابوت پھرائیے، حالانکہ مختار کا یہ فعل نا مختار ہے کہ طفیل بن جعدہ گندھی کی دکان سے کرسی اٹھا لایا، اس کو تابوت السکینہ نام کر کر بھجوایا۔ آیا یہی تمسک ہے کہ بھس اڑائیے اور تعزیوں میں نوحے گائیے؟ حالانکہ کلینی میں امام سجاد سے مروی ہے کہ:

اِنَّمَا تَحْتَاجُ الْمَرْاَۃُ اِلَی النَّوْحِ حَتّٰی یَسِیْلَ دَمْعُہَا وَلَا یَنْبَغِیْ لَہَا اَنْ تَقُوْلَ ھُجْرًا (ترجمہ) "عورتوں کو نوحہ میں اتنا ہی چاہیے کہ آنسو بہہ نکلے، اور بیہودہ بکنا نہ چاہیے۔"

آیا یہی تمسک ہے کہ ڈھول بجائیے، مرثیہ کے پردے میں حضرت شہر بانو کا زنڈا یا گائیے؟ حالانکہ یہ فعل باتفاق حرام ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ لوگوں کو ناحق رلائیے؟ کتاب حسینہ کی اوٹ میں جناب نرگس کا سہاگ پوڑہ دکھائیے؟ حالانکہ یہ ہذیان لبستہ شیطان ہیں۔ آیا یہی تمسک ہے کہ شریعت کی مخالفت کیجیے؟ بتجویز مجلسی وغیرہ سلاطین کے آگے سر سجدہ میں دیجیے؟ حالانکہ یہ بنصِ قرآن ممنوع ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ۔ والا جناب سید ابرار اور ائمہ اطہار اس سجدہ کے زیادہ تر سزاوار تھے، نہ شاہ عباس اور طہماسپ خناس۔

آیا یہی تمسک ہے کہ جناب مرتضوی کو خائف وجبان اور آپ کی اولاد کو کذاب مغضب اخوان ٹھہرائیے، حالانکہ یہ شجاعت کے منافی ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ تقلید مجوس سے بے ننگ و ناموس اعیاد ثلثہ سوی العیدین احداث کیجیے، حالانکہ خم غدیر میں کب جناب امیرؓ کو حضرت نے خلیفہ کیا؟ کہ جس پر عید غدیر مقرر ہوئی اور عید شجاع گبرولد (گبر ولد) کا فعل ہے کہ شہادتِ فاروقی سن کر خوشی میں آئے؟ احمد بن اسحاق شیعی نے اسلام میں اس کو رواج دیا۔ مصائب النواصب میں لکھا ہے کہ علماء نے اس عید کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اخلاف نے پیش خود بسبیل خلاف تجویز کیا، اور عید نوروز (سلاطین ایرانیہ) گبری، سیرت مجوسی فطرت نے بطور عید اس دن جشن کیا، ان کی یادگار شیعہ اشرار نے اسلام میں داخل کی اور حیلہ کیا کہ آج کے دن جناب مرتضویؓ سریر آرائے خلافتِ مصطفویؐ ہوئے اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ۔

تمسک اور تخلف ایک علمی بحث غرض یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ بالجملہ ہرگاہ ملازمان نے اس مقام میں تمسک اور تخلف کا ذکر کیا، ضرور ہے کہ متمسکین اور متخلفین کا کچھ نشان دیا جاوے، پس اصحابِ دین اور اربابِ اعتماد پر مخفی نہیں کہ تخلف خلافِ تمسک ہے، اور احادیث ماموره تمسک کہ نجات و فلاح کی نسبت وارد ہیں، ازانجملہ ایک حدیث ثقلین ہے کہ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ۔ یعنی بخطاب امت حضرت کا ارشاد ہے کہ "میں تم میں دو چیزیں گراں بار چھوڑ جاتا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ان دونوں میں بزرگ تر ہے دوسرے سے، قرآن خدا اور میرے اقربا"۔

دوسری حدیث نجوم اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ "میرے اصحاب کا حال ستاروں کی طرح ہے ان میں جن کی اقتدا کروگے راہ پاؤگے"۔

تیسری حدیث سفینہ کی مِثْلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مِثْلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ (ترجمہ) "میرے گھر والوں کا حال کشتیِ نوح کا سا ہے کہ جو اس کشتی میں سوار ہوا نجات پائی، اور جس نے اس سے پیٹھ پھیری غرق ہوا۔

ایک نکتہ ملّا یعقوب ملتانی افادہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں جو صحابہ کو نجوم اور اہل بیت کو سفینہ ارشاد فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت کو صحابہ سے سیکھنا چاہیے، اور طریقت اہل بیت سے۔ اس واسطے کہ خوض دریائے حقیقت اور معرفت میں بدون محافظتِ شریعت اور طریقت کے محال ہے۔ جیسا سفرِ دریا بدون رکوب سفن اور راہ ہتدار بہ نجوم متعذر ہے۔ پس وصول الی المطلوب جیسا تنہا بدوں مراعاتِ نجوم غیر متصور ہے ویسا ہی بغیر مراعات رکوب سفن بے اثر۔

شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے بیان اوّل کا یہ ہے کہ خلاف محققین قوم تباسی بعض متعصبین مستوجب اللوم اکثر شیعہ زمان جیسا آپ اور آپ کے بھائی باپ قرآن موجود کو صحت اور کمال سے معرّا اور تحریف یسیر اور تی الجملہ تغیّر و تبدّل سے محشّی سمجھتے ہیں، چنانچہ بارتہ ضیغمیہ میں فرماتے ہیں:۔

"کہ چوں نظم قرآنی نظم عثمانی ست، بر شیعیان احتجاج بآں نشاید، وفی موضع آخر منہا۔ علاوہ آنکہ چوں نظم قرآنی خلیفہ ثالث اند احتجاج برآں بر شیعیان درست نمی تواند شد۔" انتہٰی بعبارۃ المغفیۃ الی جسارتہ۔

شیعہ اور حضرت عباسؓ اور بیان ثانی کا یہ ہے کہ اثنا عشریہ بالخصوص حضرت عباسؓ اور ابن عباسؓ کو، کہ جنابِ رسالتؐ کے چچا اور چچا زاد بھائی ہیں بد کہتے، بد کہتے ہیں اس سبب کہ حضرت فاروق اور حضرت کلثوم کی تزویج میں واسطہ ہوئے تھے۔ حالانکہ شوستری کی مجالس وغیرہ میں موجود ہے کہ حضرت خیر الناسؐ جنابِ عباسؓ کی عظمت بجا لاتے تھے اور ان کے حق میں صِنْوُ اَبِیْ فرماتے تھے۔

اسی طرح زبیر بن العوامؓ کو کہ مادر اقدس ان کی صفیہؓ عمۂ محترمہ جناب مصطفویؐ اور مقتولِ بیؓ ہیں جنگِ جمل میں شرکت کے سبب دشمن بتاتے ہیں حالانکہ کشف الغمہ میں مکشوف ہے کہ جب اس جنگ میں ابن جرموز لعین نے آپ کو شربتِ شہادت پلایا حضرت امیرؓ کو مژدہ سنایا کہ میں نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے لگایا، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہے کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہے، غصہ میں آیا اپنے تئیں آپ خنجر سے دار بوار جہنم میں پہنچایا حضرت امیرؓ نے فرمایا لَقَدْ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنِ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ۔

بناتِ طیبات اور قرآن اسی طرح رقیہؓ اور کلثومؓ کہ حضرت کی بناتِ طیبات ہیں از جہت تحقیق علاقہ زوجیت بینھما و بین سیدنا عثمانؓ کو عترت سے نکالتے ہیں چنانچہ احقاق الحق میں ہے کہ "رقیہ و کلثوم نہ حضرتؐ کی دختر تھیں نہ بطنِ خدیجہؓ سے"

اور منہج الفاصلین میں ہے کہ "حضرت فاطمہؓ کے سوائے کوئی دختر آپ کی نہیں" حالانکہ قرآن میں بصیغہ جمع ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ اور ظاہر ہے کہ قرآن میں جمع ہے ترجیع کا اطلاق تین سے کمتر پر درست نہیں۔ ومعہٰذا زاد المعاد میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَعَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ نَبِیِّكَ

اکثر اولادِ حسنین کو شیعہ نہیں مانتے اسی طرح اکثر اولاد حسنینؓ کو نہیں مانتے اور امام نہیں جانتے حسن بن حسن مثنیٰ اور عبداللہ محض اور نفس زکیہ وغیرہ کو کہ حسنی ہیں کافر مرتد بتاتے ہیں۔ حالانکہ جامع اخبار میں ہے اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ "میری اولاد کو گرامی رکھو، اور جو مرا میری آل کی محبت پر، تو وہ مرا سنت اور جماعت پر"

اور امام حسینؓ کی اولاد میں جعفر بن موسیٰ کاظمؓ اور جعفر بن علیؓ برادر حضرت امام عسکریؓ کو کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا تا امام حسن عسکری پہنچاتے ہیں من بعد جعفریہ جعفر بن علیؓ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عسکری لاولد تھے اور بعضے

کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند امام آخر الزمان ہیں کہ صغر سنی میں باپ کے روبرو وفات پائی۔ اور بعضوں نے حدِ بلوغ کو پہنچایا۔ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَاتَ فِی الصَّلٰوةِ فَجَاءَةً وَقِیْلَ قُتِلَ وَقِیْلَ حَیٌّ غَائِبٌ مُنْتَظَرٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

آیۂ تطہیر ازواج مطہرات کے حق میں اُتری۔ یہ دلائل اور بیان ثالث کا یہ ہے کہ اہل بیت حقیقی یعنی ازواج مطہراتؓ جن کے حق میں آیۂ تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا نازل ہوئی۔ جیسا ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ فِیْ نِسَآءِ النَّبِیِّ خصوصاً صدیقہؓ و حفصہؓ کو (اس سبب سے کہ ان کی زوجیت میں شیخینؓ کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہے) اہل بیت مجازاً بھی نہیں جانتے، اور جو مجازاً داخل ہیں ان میں حقیقت کو صرف کرتے ہیں۔ حالانکہ شانِ نزول مذکورہ اور سیاق و سباق اسی پر دال ہے کہ یہ آیۂ ازواج کے حق میں نازل ہوئی اس واسطے کہ ابتداءً یَا نِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے لفظ وَالْحِكْمَةِ تک ازواج کی جانب خطاب ہے۔ پس بدوں انقطاعِ کلام سابق اور افتتاحِ کلام لاحق درمیان میں اور کا حال مذکور ہونا مخالف نص قرآنی ہے۔

اسی واسطے ترمذی وغیرہ میں آیا ہے کہ ہر گاہ اس آیت نے نزول پایا حضرت نے آلِ عباس کے حق میں دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا۔ اُم سلمہؓ نے عرض کیا اَلَسْتُ بِاَهْلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ وَّ اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكَ "یعنی تو تو بطریق اولیٰ بجائے خود اہل بیت ہے" پس معلوم ہوا کہ یہ آیت ازواج کے حق میں ہے خصوصاً اور اولاد کے حق میں عموماً۔ ورنہ دعا کی کیا حاجت تھی۔

شیعہ تمام صحابہ کو مرتد جانتے ہیں اور بیان رابع کا یہ ہے کہ یہ فرقہ باجمعہا تمامی صحابہ کو کافر و مرتد اعتقاد کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِلَّا شاذ معدود منہم کس لئے بہ روایت امام

صادقؒ لکھا کہ کما مات النبی ارتدت الصحابۃ کلھم الا اربعۃ منھم مقداد و حذیفۃ و سلمان و ابوذر۔ حالانکہ جامع الاخبار میں ہے من سب اصحابی فقد کفر۔ اور کتاب خصال میں زبانی امام صادقؒ موجود ہے کہ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشر الفا ثمانیۃ الاف من المدینۃ و الفین من غیر المدینۃ و الفین من الطلقاء لم یر فیھم قدری و لا مرجی و لا حروری و لا معتزلی و لا صاحب رای و کانوا یبکون اللیل و یقولون اقبض روحنا قبل ان تاکل خبز الخمیر۔ جناب شیخینؓ کہ افضل صحابہ اور یار غار سید الثقلینؐ ہیں ان کی عداوت اور بیزاری کو عین عبادت جانتے ہیں، تاآنکہ انھیں صنم قریش قرار دے کر دعائے صنمی قریش بنایا ہے اور اس کو دعائے قنوت جناب مرتضویؓ بنایا ہے حالانکہ احقاق الحق میں زبانی امام صادقؒ ان کے حق میں موجود ہے ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق و ماتا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ۔

پس اب ان بیانات اربعہ سے کالنور علی قلل الجبال اتضاح حال ہوا کہ متخلف سفینۂ عترت و آلِ رافضی ہیں عموماً اور ملازمان مدعی تمسک خصوصاً کہ بمجرائے افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض۔ اکثر قرآن و عترت کے بیشتر اصحاب و اہل بیت حضرتؐ کے ساتھ بغض اور کفران رکھتے ہیں، نہ اہلِ سنت کہ بمودائے لا نفرق بین احد منھم سائر ان بزرگوار اربعہ کی نسبت ان کو محبت اور ایمان ہے عموماً اور ختنین کی نسبت خصوصاً۔ اور یہ خود ظاہر ہے حاجتِ بیان نہیں رہی۔

بعض شبہات اور ان کا جواب اس مقام میں دو شبہات کہ اثنا عشریہ کی سدِّ راہ ہیں۔ ایک یہ کہ تمسک کل اہل بیت کی کیا حاجت، تمسک بعض بھی نجات کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر کشتی کے کسی کونے پر بیٹھے تو بھی غرق سے ایمن ہے۔ دفع اس کا یہ ہے کہ اس ہنگام کیسانیہ مختاریہ، زیدیہ، موسویہ وغیرہا فرق کو گمراہ جاننا غلط ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک نے کشتی کا ایک

کھینچ لیا ہے۔ بلکہ تعیین اثنا عشریہ بھی باطل ہوگی پس بنائے علیہ تمام مذہب اثنا عشریہ برہم ہوا۔

اور حلِ شبہ یہ ہے کہ ایک کونہ میں بیٹھنا اس وقت نافع ہے کہ اور کسی کونہ میں رخنہ نہ ہوا، اور ہر گاہ کسی کنج میں رخنہ کیا بے شک غرق ہوگا۔ اور شیعہ کا کوئی فرد ایسا نہیں کہ ایک کنج میں بیٹھے اور دوسرے میں رخنہ نہ ڈالے۔ ہاں اہلِ سنت ہر چند زوایائے مختلفہ میں آمد و شد رکھتے ہیں مگر ان کی کشتی کے کسی کنج میں رخنہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ جناب مجتہد قمقام عماد الاسلام میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ اقتدا مجمل ہے کیونکہ اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اقتدا شیخین چاہیئے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ سببِ ارشاد یہ ہوگا کہ کہیں تشریف لئے جاتے ہوں گے اور شیخین شریف پرے ہوں گے کسی نے پوچھا ہوگا کہ میں کس راہ سے آؤں آپ نے فرمایا کہ شیخین کے پیچھے پیچھے آؤ۔ مجھ کو پاؤ۔ اہلِ انصاف پر یہ بات ظاہر ہے کہ جنابِ مجتہد باوصف فہم و کیاست کیا اجتہاد کر رہے ہیں اور بحکم بنی قصراً و ہدم مصراً تمام تمسکاتِ قوم کی تار پود کو برباد کر دیا۔ ہائے اتنا بھی نہ سمجھے کہ یہ اجمال اگر منافی اقتدائے شیخین ہے تو وہ اجمال و احتمال کہ احادیث متواترہ مقبولۂ قوم مستوجب العذاب اللّوم میں لاسیما کہ تمسک اہلِ بیت کی نسبت وارد ہیں کیونکہ مجوّز اقتدا ائمہ ہوں گے۔

باعترافِ شیعہ پیدا ہے کہ حصولِ نجات کے لیے کوئی حدیث حدیثِ ثقلین سے بڑھ کر نہیں اس میں بھی وہ احتمال پیدا ہے کیونکہ اصلاً اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اُن کے ساتھ تمسک کرنا چاہیئے، آیا محبت و اخلاص میں، یا اتباع و پیروی میں؟ پھر اس تقدیر پر بھی محل ہے کہ آیا اصول میں تمسک چاہیئے جیسا توحید باری اور امامت ائمہ وغیرہ میں؟ یا فروع میں جیسا عین نماز میں خصیوں یا قضیب سے کھیلنے، یا فرج کا بوسہ لینے میں یا دخول فی الدبر وغیرہ میں؟

بعدہٗ اس میں کلام ہے کہ جمیع اہلِ بیت مراد ہیں؟ یا بعض؟ و بر تقدیرِ اول حصر اثنا عشر باطل ہے اور بر تقدیرِ ثانی ترجیح بلا مرجح مرجوح لازم، معہذا احادیث کہ بلفظ طریق سلوک لحوقِ کشتی

دریا و بیابان صحرا مردی ہیں، ان میں بھی یہی احتمال ہوگا۔ کسی نے پوچھا ہوگا کہ فلاں شہر میں کیوں کر پہنچوں، اور اثناء راہ میں دریائے ناپید اکنار اور صحرائے دشوار گذار واقع ہیں حضرتؓ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالبؓ کے ہمراہ جانا چاہیے کہ نشیب و فراز میدانوں کا جاننے اور عمق دریا کا پہچاننے ہوئے ہیں۔ الیٰ غیر ذٰلک من الاحتمالات، ایں گلِ دیگر شگفت، فافہم ولاتکن من الغافلین

اب اہلِ انصاف از روئے انصاف و ایمان بلا اعتساف دیکھیں کہ متخلف یا متمسک سفینہ عترت و آل اہل سنت ہیں، یا شیعہ ضال؟ (بڑے بول کا سر نیچا) ان بعد ملازمان اپنی ہٹ دھرمی سے اگر باز نہ آئیں اور اپنے کو متمسک بنائیں، اسی بات کے مصداق ہوں گے کہ جولاہے کو مومن اور صدقہ خور کو مصلّی اور حبشی کو سیدی، نجاست کش کو حلال خور کہتے ہیں مشرکین مکہ اپنے آپ کو تابع ملّتِ ابراہیمی جانتے تھے اور مسلمانوں کو صابی، اور یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو موسوی عیسوی بتاتے تھے۔ اور عبداللہ بن سلام اور نجاشی کو بے دین مغوی، لیکن سوائے ذلت و رسوائی کیا حاصل، نام کسی کا لینا اور خلاف اس کے کرنا ذلِ دنیا، کمال حماقت و بیحیائی ہے۔ وَاللّٰہُ الْہَادِیْ۔

خاتمۂ کتاب

الحمد للہ! یہ رسالہ "هداية الشيعه" باختصار تمام اتمام کو پہنچا، اب سائل مدعی خصوصًا اور سب شیعہ عمومًا اس کو بنظرِ انصاف دیکھ کر اپنا کحل الجواہر بنا دیں، اور اپنی خرافات کو چھوڑ کر ہدایت پر آویں، تاقیامت کو خسران و عذاب سے نجات پاویں ورنہ اس دن ہرگز کچھ تقلیدِ آباء و اجداد کارگر نہ ہوگی ؎

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو!

اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تمت بالخیر

کتب خانہ عبد الکریم محمد مطیع براہ جوکالیاں گجرات (پنجاب)